جلد 26 شمارہ 5 ماہ مئی 2024ء شوال / ذیقعد 1445ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

صداقت

اللہ

محبت

سِلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسّس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ما سواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لاحاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاری رح
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈار رح
بانی مجلّہ فلاح آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب **محمد یعقوب توحیدی** شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ
0344-9000042

مجلس ادارت

مدیر	سید محمد عبداللہ بخاری 0301-7705388
معاون مدیر	شہزاد محمود بخاری 0301-7430525
نائب مدیر	سید رحمت اللہ شاہ 0333-4552212

شفیق احمد، وحید احمد، پیر خان
حافظ محمد یٰسین، عبدالقیوم ہاشمی
خالد محمود بخاری
ماجد محمود توحیدی

ترسیل: **فہد محمود ، محمد ریاض**

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ
مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 055-3411030 ای میل: info@tauheediyah.com
Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ 30/- روپے ✿✿✿ سالانہ فنڈ 300/- روپے

اس شمارے میں

پیامِ قرآن

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطاً۔ (سورۃ الکھف ۱۸۔آیت ۲۸)

اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح وشام اسے پکارتے ہیں، اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى ۔ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰۔آیات ۱۳۔۱۴)

اور میں نے تجھ (موسیٰ) کو چن لیا ہے، سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔

اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰۔آیت ۴۲)

جا تو (موسیٰ) اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ، اور دیکھو، تم میری یاد سے تقصیر نہ کرنا۔

وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْراً۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰۔آیت ۹۹)

اور ہم نے خاص اپنے ہاں سے تم (آپ ﷺ) کو ایک 'ذکر' عطا کیا ہے۔

فرمانِ نبویﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے، ایک عباد بن بشرؓ اور دوسرے صاحب میرے خیال کے مطابق اسید بن حضیرؓ تھے۔ رات تاریک تھی اور دونوں اصحاب کے پاس روشن چراغ کی طرح کوئی چیز تھی جس سے ان کے آگے آگے روشنی پھیل رہی تھی پس جب وہ دونوں اصحاب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ رہ گیا جو گھر تک ساتھ رہا۔

(کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تین آدمی باہر سے آئے۔ دو تو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضری کی غرض سے آگے بڑھے لیکن تیسرا چلا گیا۔ ان دو میں سے ایک نے درمیان میں خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا شخص پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو واپس ہی جا رہا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تینوں کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں۔ ایک شخص تو خدا کی طرف بڑھا اور خدا نے اسے جگہ دے دی (یعنی پہلا شخص) رہا دوسرا تو اس نے (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی، اللہ نے بھی اس سے شرم کی، تیسرے نے منہ پھیر لیا۔ اس لیے اللہ نے بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

(کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے ماں باپ کو مسلمان ہی پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں رسول اللہ ﷺ صبح و شام دن کے دونوں وقت ہمارے گھر تشریف نہ لائے ہوں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں ایک ترکیب آئی تو انہوں نے گھر کے سامنے ایک مسجد بنالی، وہ اس میں نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے وہاں تعجب سے سنتے اور کھڑے ہو جاتے اور آپ کی طرف دیکھتے رہتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے رونے والے آدمی تھے۔ جب قرآن کریم پڑھتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا، قریش کے مشرک سردار اس صورت حال سے گھبرا جاتے۔

(کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہٗ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ کبھی یہ ذہن میں مت رکھیں کہ آج پتا نہیں حلقہ ذکر ہوگا یا نہیں ۔ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آج ذکر نہیں ہوگا کیونکہ ہمیں یہ کام پڑ گیا ۔ کام زیادہ ضروری نہیں ہے ۔ حلقہ زیادہ ضروری ہے ۔ جب حلقہ ہو تو اپنا کام چھوڑ دیا کریں ۔ یہ یاد رکھو ۔ میں نے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ اللہ میاں ہر حالت میں نمبر ون پر رہنا چاہتا ہے ۔اسے سیکنڈری پوزیشن قبول نہیں ہے ۔اسے نمبر ون پر ہی رہنا چاہیے ، جو مرضی ہو جائے ۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مفہوم یہ ہے کہ جہاں ذکر ہوتا ہے وہ جگہیں آسمان سے چمکتی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ جہاں جہاں ذکر ہوتا ہے تو واقعی وہاں تو اللہ تعالی کی خاص نظر عنایت ہوتی ہے ۔وہاں جو جو شامل ہوتا ہے انہیں اللہ تعالی اپنے فضل وکرم میں شامل کرتا رہتا ہے ۔ کوشش کیا کریں کہ سارے بھائی آئیں اور سب آپس میں خوب پیار کیا کرو، گپ شپ بھی خوب لگایا کرو ۔ ذکر آپ کو گھر میں کرنا ہے یا Individual life میں آپ نے کرنا ہے ۔ وہاں ایک دوسرے کے حالات معلوم کرو ۔ایک دوسرے کے کام آؤ ۔ گپ شپ لگاؤ ۔ایک دوسرے کو پہچانو، سمجھو ۔اور ایک دوسرے سے سیکھو ، بس وہاں یہ کام ہوتا ہے ۔اکٹھا ہونے کا Target یہی ہے کہ بھائی آپس میں ملیں ،ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں ،ایک دوسرے کی طبیعت کو سمجھیں، اور جو سیکھنے کی بات ہو اسے اپنے پلے باندھ لیں ۔ یہ جو ہمارا رستہ ہے اس میں صرف اللہ اللہ کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو بنانا بھی ہے ۔اپنے آپ کو بناؤ گے تو اصل مقصد حاصل ہوگا ۔اپنے بنانے کے بغیر اصل مقصد حاصل نہیں ہوسکتا ۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

جب تک آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ پر قدم نہیں رکھیں گے اس طرح تو آپ بس مولوی صاحب تو بن جائیں گے اللہ کرے گا لیکن فقیر نہیں بن سکتے۔ فقیر اس وقت بنو گے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر آپ چلنا شروع کریں گے۔ That's it، یہ فیصلہ ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فیصلہ ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. اللہ میاں نے قلب کا اطمینان اپنے ذکر سے مشروط کر دیا ہے۔ قرآن میں یہ آیت اللہ نے بھیج کر مشروط کر دیا ہے کہ اطمینان صرف اس آدمی کو ہو گا جو اللہ کرے گا۔ بالکل اس طرح ہے۔ جس نے فقیر بننا ہے وہ سرکار ﷺ کے قدم کو اپنا لے بس پھر فقیر بنے گا۔ اس کے بغیر نہیں بن سکتا۔ یہ بھی فیصلہ ہے۔ بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر قدم رکھیں، کامیابی آپ کی طرف دوڑے گی ان شاء اللہ۔

☆ اللہ کی یاد کے لئے کوئی پندرہ بیس منٹ نکالنا کوئی مشکل نہیں۔ اتنا ہی کر لو با قاعدگی سے کہ کوئی Gap نہ آئے، اتنا بھی ذکر کر لو تو بہت ہے۔ پاس انفاس پر زیادہ زور دینا۔ کوشش کرنا کہ وہ جاری ہو جائے، بس مسئلہ حل ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

☆ محفل میں شریک ایک بھائی سے دریافت فرمایا: بیگم کے ساتھ لڑائی تو نہیں ہوتی؟ آپ کو جواب ملا: نہیں بابا جان۔ اس پر آپ فرمانے لگے: خیال رکھو، سارا کیا کرایا خراب ہو جاتا ہے۔ غصہ کیا تو بس اگلا پچھلا سارا غائب ہو جاتا ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ یہ آپ کی ساری ذمہ داریاں ہیں۔ ان ذمہ داریوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت دے بس۔ اللہ کے فضل سے کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔

☆ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے حوالے سے پوچھا گیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم مریدین سلسلہ مجموعی طور پر اس سطح پر ہیں کہ اگر دنیا ہماری طرف آئے تو ہم انہیں مطمئن کرنے کی پوزیشن میں ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا:

آپ کا معاملہ خاصا تسلی بخش ہے ماشاء اللہ۔ اگر کوئی لوگ آئیں گے تو ان سے آپ مزید سیکھیں گے۔ آپ جو سیکھیں گے اس سے آپ کا درجہ اور بڑھتا جائے گا۔ جوں جوں وقت گزرے گا آپ کی Skill بڑھتی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ آپ کو پتا ہے ناں کہ طاقت ہمیشہ مخالفت سے آتی ہے۔ مخالف لوگ آئیں گے، آپ ان سے مقابلہ کریں گے تو آپ کا Skill پہلے کی نسبت دس گنا زیادہ بڑھے گا۔ آپ لوگوں کو بلائیں نہیں۔ جب وہ آئیں گے تو آپ کا Skill خودبخود بڑھنا شروع ہو جائے گا۔ یہ پریشانی کی بات قطعاً نہیں ہے۔ اس بات پر بہت زیادہ فکر مت کریں۔ باقی اللہ کا بہت فضل ہے آپ خود Individually (انفرادی طور پر) اپنی اپنی جگہ پر دوسرے لوگوں کی بہ نسبت خاصے بہتر ہیں، بہت اچھے ہیں۔ میں مطمئن ہوں۔ Hundred percent perfection تو آپ کو پتا ہے ناں کہ کہیں بھی نہیں ہوتا۔ کہیں بھی چلے جائیں آپ تو ہمارے جیسوں کی کوئی Percentage ہوتی ہی ہے۔ Over all (مجموعی طور پر) سارے بھائی ہمارے بہت اچھے ہیں ماشاء اللہ کوئی آئے گا تو مایوس نہیں ہوگا۔ اسے کچھ نہ کچھ دے کے ہی جائیں گے، پچھتائے گا نہیں کہ میں کسی غلط جگہ پہنچ گیا تھا۔ کوئی آئے گا تو کچھ سیکھ کے ہی جائے گا ان شاء اللہ۔

☆ آپ روزانہ کا ذکر وقت مقررہ پر ایک ہی جگہ پر کیا کریں، وہاں آپ کا انتظار کرنے والی کچھ ہستیاں موجود ہوں گی۔ روزانہ اگر آپ ایک ہی جگہ پر ایک ہی وقت پر ذکر کریں گے تو وہاں کوئی نہ کوئی آپ کے لئے انتظار کر رہا ہوگا کہ ابھی میرا دوست آئے گا، اللہ اللہ کرے گا، میں بھی اس میں شامل ہو جاؤں گا۔ کوشش کر و اس بات کی، اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

☆ مرشد کے متعلق کچھ ذہن میں آجائے تو فیض ملنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ عام بات نہیں ہے باباجی (انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے بیعت ہونے کے بعد کیا کرنا چاہئے اس Heading کے تحت یہ Clear لکھا ہوا ہے۔ ہم لوگ یا تو اسے بہت Minor بات سمجھتے ہیں یا خیال ہی نہیں کرتے، پرواہ ہی نہیں کرتے، سمجھتے نہیں ہیں کہ کیا ہے۔ لیکن یہ ایک Fact ہے اور باباجی نے

جو بات لکھی ہے اسے ہمیں ایسے ہی نہیں سمجھنا چاہئے۔انہوں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے اور وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، مرشد کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا۔اگر آپ نے مرشد کے متعلق کوئی بات ذہن میں رکھ لی، بیٹھ گئی اور وہ ہے Negative تو یہ یقینی بات ہے کہ فیض ملنا اللہ کی جانب سے منقطع ہوجاتا ہے، نہیں ملتا۔کیونکہ آپ نے مرشد کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ وعدہ تو اللہ سے کیا ہوا ہے۔ اس لئے آپ نظر انداز نہیں کر سکتے۔اللہ میاں بھی اس کے ساتھ ساتھ Attach ہے۔اللہ میاں خود بخود یہ کام کر دیتا ہے کہ تم نے ایک آدمی کو اچھا سمجھ کے، گواہ بنا کر مجھ سے وعدہ کیا ہے، اب اس کا پاس کرو گے تو آپ کو فائدہ ہوگا۔نہیں کرو گے تو فائدہ نہیں ہوگا۔یہ تو اللہ کا کام ہے۔اللہ نے کیا ہے۔اس لئے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔یہ ایسے ہی بات نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔سمجھ آجاتی ہے جس کو خدانخواستہ خدانخواستہ ایک دفعہ کوئی ٹھوکر لگ گئی ناں تو پھر سمجھ آتی ہے۔وہ پھر زیادہ Severe ہو جاتا ہے۔اور یاد رکھیں کہ یہ ہوتا صرف اللہ کی طرف سے ہے، مرشد کی طرف سے نہیں ہوتا۔

(آن لائن محفل مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۲۳ء کی گفتگو سے اقتباسات)

☆ حلقہ ذکر میں انسان اللہ اللہ کرتا ہے تو باقی ہفتہ میں بھی اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔الحمدللہ۔ سب اللہ اللہ کیا کرو۔اللہ کو مت بھولنا، باقی مسئلے مسائل یہ تو دنیا ہے اس کے ساتھ چلتے رہیں گے، اسی کا نام زندگی ہے۔دنیا اسی کا نام ہے۔زندگی ایسی ہے۔زندگی میں اونچ نیچ نہ ہو تو وہ زندگی سمجھ ہی نہیں آئے گی کہ میں زندگی میں کیا کر رہا ہوں۔زندہ بھی ہوں یا مر گیا ہوں۔اس لئے یہ اونچ نیچ ضروری ہوتی ہے۔کھٹ پٹاخ، کھٹ پٹ، ادھر اُدھر چھیڑ چھاڑ یہ سارا زندگی کا حصہ ہیں۔یہ ہونے چاہییں تاکہ آدمی کو پتا چلے، یقین ہو کہ میں زندہ ہوں۔اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور سب پر اپنا کرم فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنی یاد سے نوازے، ہمیں اپنا مشن کسی صورت میں نہیں بھولنا چاہئے۔ سو کام ہوں، سو رکاوٹیں ہوں، جو کچھ بھی ہوں، اللہ کو یاد رکھیں، یہی ہمارا مشن ہے۔اللہ کو یاد رکھیں

اور سب سے پیار کیے جائیں۔بس یہ دو باتیں پلے باندھ لیں ۔ان شاءاللہ بہت جلد آپ آگے بڑھیں گےاور پھر آگے آپ پر اور ذمہ داریاں پڑیں گی، پھر وہ کرتے رہیں گے، ساتھ ساتھ وہ ہوتی رہیں گی لیکن یہ بنیاد ہے۔جب یہ لاگ لگ جائے گی تو ان شاءاللہ باقی کام چلتے رہیں گے۔

☆ ہم نے الحمدللہ کہہ دیا تو اللہ نے برکت دے دی۔مایوسی والی باتیں یہاں نہیں چلتیں ہر چیز Positive لینی ہے۔ہم نے سیدھی بات کرنی ہے۔مشکل بھی ہے تو پھر کیا ہوا۔ آج مشکل ہے تو کل آسانی ہو جائے گی۔الحمدللہ۔ہم ٹھیک ہیں۔کیا بات ہے۔بس یہی زبردست بات ہے۔ اللہ سب کو ایسی مثبت سوچ عطا فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔بس ہنسیں کھیلیں اور اللہ کا شکرادا کرتے رہیں۔

☆ اللہ کہتا ہے کہ میں معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہوں، ہمیں معاف کرنا چاہئے۔ معاف کرنا سیکھنا چاہئے۔اسی طرح ہر وہ کام جو اللہ میاں کرتا ہے، یہ اللہ میاں کی سنت ہو گی جو اس پر عملدرآمد کرے تو یہ اللہ کی سنت ہو گی، اس کے مطابق چلے، اللہ ہمت دے تو ان سے اچھی باتیں اور کون سی ہیں؟ کیا بات ہے۔

☆ جب تک آپ Surrender کیے رہیں گے، آپ کامیاب ہیں۔جہاں آپ نے اکڑ دکھائی تو وہ اللہ میاں کی چادر ہے۔یہ آپ نے اس سے چھیننے کی کوشش کی تو وہ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔گناہوں میں سارے گناہ ہم سے ہوتے ہیں، ہوتے رہیں گے، لیکن ان گناہوں پر اترانا اور ان کو بہت اچھا سمجھنا تو درکنار، ان پر اڑ جانا بھی ظلم ہے۔اگر فوراً Surrender کر گئے، اللہ میاں کے سامنے گر گئے، ندامت کا اظہار کر دیا تو یہ گناہ آپ کے لئے نیکیوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اتنے گناہ بھی، اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان جتنی فضا ہے یہ ساری آپ کی فضا گناہوں سے بھری ہوئی ہو اور ایک دفعہ مجھے آپ پکار کر کہیں: یا اللہ مجھ سے تو بہت غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دے تو میں یہ سب گناہ معاف کر دوں گا اور ان سارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل کے آپ کے کھاتے میں ڈال دوں گا۔اللہ کے سامنے، اللہ کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔بات صرف

Surrender کرنے کی ہے۔عاجزی جیسی نعمت اگر کسی کو عطا ہو جائے تو اس سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں ہے یہ جواترانا اور غرور کرنا، یہ تو اللہ میاں کو قطعاً پسند نہیں ہے ناں۔یہ تو کہتے ہیں کہ یہ تو شرک ہے۔یہ شرک کے ساتھ شامل ہے۔غروراور تکبر، یہ شرک ہے۔یہ میں نہیں معاف کر سکتا۔ باقی سارا کچھ معاف کر دوں گا۔اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار نہ کرنا یہ سخت ہے کہ غلط ہو گیا۔ اگر میں نے ندامت کا اظہار کر لیا۔اللہ کے سامنے Surrender کر لیا کہ یا اللہ مجھ سے بڑی غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دے تو اللہ میاں معاف کرنے میں بالکل دیر نہیں لگاتا۔

سارے بھائی ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ ہم بہت عاجز ہیں۔یہ ایک حقیقت ہے۔ہمیں تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہم بہت عاجز ہیں۔ہم کیا ہیں؟ ہم جو کچھ ہیں اس اللہ کی وجہ سے ہیں ورنہ ہم کیا ہیں؟ اس حقیقت کو جس نے تسلیم کر لیا ان شاء اللہ وہ غلط نہیں ہو گا۔رستے سے ہٹے گا نہیں۔ ان شاءاللہ رستے پہ قائم رہے گا۔اللہ ہمیں تکبر سے،غرور سے،اوراکڑ سے بچائے اوراللہ ہمیں اپنے عاجز بندوں میں شامل فرمائے۔

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عاجزی پسند فرمائی ہے۔ایک دفعہ آپ کے ذہن میں کوئی بات آ گئی ہوگی،اپنے بھائیوں کو،دوستوں کو،صحابہ کو غربت کی زندگی میں سب کو دیکھا ہو گا، تو پریشان ہو گئے ہوں گے۔وحی آئی کہ یہ سامنے احد ہے اسے آواز دو یہ سارا سونا بنا کے تمہارے سامنے پھینک دوں گا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً کہا: نہیں اللہ۔ میں مسکین،میری امت مسکین۔ہم ایسے ہی اچھے ہیں۔یہ عاجزی،عجز وانکساری بہت بڑی دولت ہے اس پر قائم رہیں۔ اللہ آپ سب کو اس پر قائم رکھے۔

(آن لائن محفل مورخہ ۱۲ فروری ۲۰۲۳ء کی گفتگو سے اقتباسات)

نقوش مہر و وفا

(قبلہ جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کی صحبت سے احوال)

(سید رحمت اللہ شاہ)

ایک بزرگ بھائی (نیاز صاحب المعروف ڈیجیٹل بابا) ذکر میں اتنی دیر سے پہنچے کہ سب ذکر سے فارغ ہو چکے تھے۔انہوں نے بتایا کہ انڈر پاس بن رہا ہے جس کی وجہ سے ویگن نے بہت دیر کر دی۔فرمایا: ہاں جی ۔یہ ایسے ویسے تو نہیں بنتا ناں جی ۔مزاح کا ماحول بنا اور آپ نے فرمایا: جنگ میں ٹرینیں لیٹ ہوتی تھیں۔ راستے میں بمباری ہوتی تھی تو ٹرینیں کھڑی کر دیتے تھے۔ساری ٹرینیں لیٹ آتیں۔کوئی پانچ گھنٹے،کوئی آٹھ گھنٹے ۔ایک بندہ اسٹیشن پہ گیا تو خیبر ایکسپریس ٹھیک ٹائم پہ پہنچ گئی ۔اس نے کہا: کمال ہے، جنگ کے دوران ٹھیک ٹائم پہ آ گئی ہے۔اسے کسی نے بتایا: یہ آج کی نہیں جناب، یہ کل والی ہے (قہقہے)۔پورے چوبیس (۲۴) گھنٹے لیٹ ہے۔

کسی بھائی کو محفل میں مناسب جگہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ آپ ادھر آ جائیں۔ اس پر فرمایا: آپ وہاں ٹھیک نہیں لگتے، اپنے ہم جولیوں کے پاس آ کے بیٹھو۔آپ ان کے ساتھی ہو۔پیر بھائی بھی ہیں اور پیڑ بھائی بھی ہیں (قہقہے)۔مزید فرمایا: پیڑ بھائی بھی ہیں ناں؟ یہ گھٹنوں میں پیڑ۔

خادم حلقۃ تو حیدیہ لاہور جناب میاں محمد انور صاحب سعودیہ میں اپنے بچوں کے پاس تھے۔ان کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کا فون آیا تھا، وہ خیر خیریت پوچھ رہے تھے۔اس پر فرمایا: آپ یہاں ان کا کام ٹھیک رکھیں بس۔ پیچھے یہاں ان کا کام صحیح چل رہا ہے؟ ورکشاپ؟ (قہقہے)۔فرمایا: انہیں ورکشاپ کی اطلاع دیتے رہا کرو کہ یہاں ورکشاپ چل رہی ہے۔انہیں وہاں اس کی فکر نہ لگی رہے۔

بزرگ بھائی نے آپ کو عجوہ کھجور پیش کی۔آپ نے فرمایا: عجوہ۔جزاک اللہ جی۔ پہلے بھی آپ نے عجوہ منگوا کر دی تھی۔یہ جو عجوہ ہے ناں یہ ساری بیگم ہماری کھا جاتی ہے۔ان کو Heart (دل) کا مسئلہ ہے۔عجوہ پیش کرنے والے بزرگ بھائی نے کہا: لکھا ہوتا ہے کہ بائی پاس مت کرائیں، عجوہ کھائیں۔اس پر آپ نے فرمایا: کہتے ہیں کہ گٹھلیوں سمیت کھاؤ۔دوسرے بزرگ بھائی نے فرمایا: یہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔اس کے جواب میں فرمایا: جی یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کھلائی گئی تھیں۔یہ کسی کالم میں جاوید چوہدری نے کسی جنرل کا لکھا تھا کہ اس نے بھی کھایا تو ٹھیک ہو گیا۔

ایک بھائی نے کہا کہ گٹھلیوں سمیت کھائی ہوتی ہیں، دوسرے بھائی نے کہا کہ یہ گٹھلیاں بہت سخت ہوتی ہیں، کوٹی نہیں جاتیں۔ایک اور بھائی نے کہا کہ کوٹنے سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ان باتوں پر آپ نے فرمایا: لوہے کا جو امام دستہ ہے یا تو اس میں کوٹی جائیں۔ ہمارا لڑکا وہ دوری میں کوٹنے لگا تھا، اس نے ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ وہ دوری ہی ٹوٹ گئی (قہقہے)۔یہ پتھر کی نہیں ہوتیں، آج کل سیمنٹ کی بنائی ہوتی ہیں۔وہ اس میں گٹھلیاں کوٹنے لگا

تو دوری ہی توڑ دی۔لوہے کا جوامام دستہ ہے اس میں کوٹ سکتے ہیں۔

اس بات پر ایک اور بزرگ بھائی نے کہا: اسے کھجور سمیت کہتے ہیں کہ کوٹا جائے تو گٹھلی ٹوٹ جاتی ہے۔ان باتوں پر آپ نے فرمایا: طب کا ایک اصول ہے۔جو چیز انسانی جسم کے جس حصے سے مشابہت رکھتی ہے وہ اس کو فائدہ پہنچاتی ہے۔سیب ہے، دل سے مشابہت ہےتو یہ دل کے لئے مفید ہے کہ سیب کھلاؤ، مربہ کھلاؤ۔پیٹھہ ہے، حلوہ کدو، یہ سر سے مشابہت رکھتا ہے، اس کا حلوہ کھاؤ، ویسے سالن میں کھاؤ۔اخروٹ ہے۔اس کے اندر جو مغز ہے اس کی انسانی دماغ سے مشابہت ہوتی ہے، وہ دو پارٹ میں ہوتا ہے، اس کا ہے کہ کھاؤ یہ دماغ کو تقویت دیتا ہے۔باقی بھی چیزیں ایسی ہیں۔وہ ماہر طب کہتے ہیں کہ یہ اس کے مطابق ہوتا ہے۔کھجور جو ہے اس کی بھی مہروں سے مشابہت ہوتی ہے۔مہروں میں جو ہڈیاں ہوتی ہیں، یہ ان جیسی ہوتی ہے۔اس کا بھی کہتے ہیں کہ کھجور کی گٹھلیوں کا ویسے علیحدہ ہی حلوہ بنا کے کھاؤ تب بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ہمارے پاس ایک مولوی آتا تھا اس کے گاؤں میں یہ کھجور کی گٹھلیوں کا حلوہ بنتا تھا، کبھی کبھار وہ لے آتا تھا۔

ایک بھائی نے بتایا کہ میں کھجور کی کوئی آدھا کلو گٹھلیاں شاہ عالمی میں لوہاری (لاہور) کے ساتھ ایک پاپڑ منڈی ہے، وہاں لے گیا تھا۔انہوں نے مجھ سے بیس روپے لئے، ایک کٹر میں ڈالا اور پاؤڈر بنا کے دے دیا۔آپ نے فرمایا: ہاں جی! کوئی نہ کوئی علاج ہر چیز کا ضرور ہوتا ہے۔

مکتوبات محمد صدیق ڈار توحیدیؒ

(مورخہ ۱۰ اگست ۲۰۰۱ء از نوکھر ضلع گوجرانوالہ)

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب۔اسلام آباد)

آپ کا محبت نامہ موصول ہوا۔اللہ تعالیٰ آپ سب بھائیوں پر مزید رحمت فرمائے، روحانی ترقی دے اور اپنی مخلوق کی اصلاح وخدمت کی توفیق سے نوازے۔آمین!

آپ کا ارسال کردہ منی آرڈر موصول ہو گیا تھا اور آپ کی تحریر کردہ تفصیل کے مطابق رقم مطلوبہ مدات میں شامل کر دی تھی۔اچھا ہوا اسلام صاحب سے بات چیت ہو گئی۔ اب ان سے خوب پیار کریں اور ان کے لئے غیر حاضری میں بھی دعا کرتے رہیں۔میں نے انہیں دفتر کے پتہ پر اظہار تعزیت اور دعا کا خط لکھ دیا ہے۔ایسے موقعوں پر خادم حلقہ کو چاہئے کہ مجھے اطلاع کر دیا کریں تا کہ دعا اور تعزیت وقت پر کی جا سکے۔

☆ بھائی خورشید صاحب اور عباسی صاحب تشریف لائے تھے۔الحمدللہ خورشید صاحب کی صحت اب بہتر ہو گئی ہے۔خوب ان سے گپ شپ رہی۔میں نے تو اصرار کیا کہ رات قیام کریں لیکن وہ مجبوری کی وجہ سے نہیں مانے۔اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔آمین!

محمد مخدوم صاحب کے ہاں جو مرکزی حلقہ ہوا ہے اس کی ضرورت تھی۔اس میں سب بھائیوں کو ذوق وشوق کے ساتھ شامل ہونا چاہئے۔مخدوم صاحب کہہ رہے تھے کہ

31 اگست بروز جمعہ کو میں راولپنڈی کا پروگرام بنالوں۔فی الحال تو فیصلہ نہیں کر پایا۔صحت بھی تھوڑی سی خراب ہے۔میرا پروگرام ہے کہ پنڈی کے ساتھ ہی دو دن رسالپور کا پروگرام رکھوں،وہ بھی کافی دنوں سے اصرار کررہے ہیں۔وہاں نیا حلقہ بنا ہے اس لئے وہاں حاضری ہونی چاہئے۔دیکھیں جو اللہ کو منظور ہوگا۔پروگرام طے ہو جانے کی صورت میں میرا قیام کہاں ہوگا۔اگر بس پر آؤں تو کون سے اڈے پر اتروں اور اگر امین صاحب نے اپنی گاڑی کا ساتھ دیا تو پھر ہم کہاں پہنچیں۔اس کی اطلاع مخدوم صاحب یا آپ مجھے کردیں۔

☆ آپ کی روحانی کیفیات ماشاء اللہ بہت اعلیٰ اور آپ کی رفتار مناسب ہے۔ تہجد ہو سکے تو پڑھ لیا کریں،رہ جائے تو فکر کی بات نہیں۔آگے چل کر دیکھا جائے گا۔

☆ آپ کے پاس جو 40 چراغ راہ کی کاپیاں ہیں وہ ساری یہاں گکھڑ گوجرانوالہ بھیج دیں۔طریقت تو حیدیہ اگر پرانی والی ہیں تو وہ بھی ساری بھیج دیں،اگر نئی ہیں تو پھر رہنے دیں۔وہاں پر گکھڑ کے ایک بھائی وقاص سرور صاحب کمپیوٹر ٹریننگ کررہے ہیں،انہیں بھی میں نے لکھا ہے،آپ ان کے ہاتھ یہ کتابیں ارسال کردیں۔ہمارے پاس چراغِ راہ بالکل ختم ہے اور نیا ایڈیشن چھاپنے کی تیاری کی جارہی ہے۔تب تک یہ کاپیاں کام چلائیں گی۔

تمام برادران اور اہل خانہ کو سلام۔

(مورخہ ۱۳ فروری ۲۰۰۱ء از گکھڑ ضلع گوجرانوالہ)

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب۔اسلام آباد)

آپ کا خط موصول ہوا۔پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ کے مکان کا کام الحمدللہ شروع ہوگیا

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اسے جلد مکمل فرمانے کے اسباب مہیا فرمائے۔آمین!

خورشید صاحب کے بیٹے کی خبر پڑھ کرانتہائی مسرت ہوئی۔اللہ تعالےٰ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر پریشانی سے بچائے۔آمین!میری طرف سے انہیں مبارک باد۔ آپ خط لکھتے رہا کریں تا کہ آپ کی اور احباب کی خیریت معلوم ہوتی رہے۔

مرکزی حلقہ کا قیام جو کہ بھائی محمد مخدوم صاحب کے خلوص کا مرہون منت ہے، بہت اچھا اقدام ہے اور اس میں سب بھائیوں کو ذوق وشوق سے شامل ہونا چاہیے۔ اسلام آباد والے بھی اگر اسلام آباد کے حلقہ کے بارے میں سستی کریں تو اس پر زیادہ افسوس ہوتا ہے۔یہ سُستی اگر چہ بڑی سَستی مل جاتی ہے لیکن پستی کی طرف لے جانے کے سوا اور کسی کام نہ آئے گی۔بابائے قوم فرماتے تھے: کام،کام اور کام۔اور ہم کہتے ہیں کہ "کام، کام،کام۔ساتھ اللہ کا نام اور محبت کا پیغام"۔

ہمیں تو اصلاح معاشرہ کا کام بھی کرنا ہے۔اپنے بھائیوں کے عقائد درست کرکے انہیں اصلاحِ اعمال واحوال کی راہ پر گامزن کرکے ملت اسلامیہ میں دوبارہ اٹھنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔یہ بہت بڑا کام ہے اور اسے بہت بڑے عزم والے لوگ ہی کر پائیں گے۔ مرکزی حلقہ کو تو اپنا تبلیغی جلسہ بنانے کی ضرورت ہے جس میں بھائی نہ صرف خود حاضر ہوں بلکہ اپنے احباب کو بھی ساتھ لے کر آیا کریں تا کہ سلسلہ تو حیدیہ کی تعلیم کو عملی صورت میں دیکھ سکیں اور اللہ کے ذکر کی برکات کو محسوس کر سکیں۔اس طرح سلسلہ کی تعلیم کو فروغ حاصل ہو۔

آپ میری صحت اور زندگی کے لئے دعا کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائیدونصرت

طلب کرتے رہیں ۔انشاء اللہ ہم اپنے توحیدی بھائیوں کو سرگرم اور پرجوش ارکان اور سلسلہ توحیدیہ کو ایک فعال اصلاحی تحریک بنا کر دم لیں گے ۔

آپ رابطہ رکھیں میرا ارادہ ہے کہ مارچ کے آخری جمعہ والے مرکزی اجتماع میں میں خود شامل ہوسکوں ۔آپ مشاورت کریں اور واہ کینٹ اور رسالپور والے بھائیوں سے بھی رابطہ کرلیں ۔بشرط صحت ہر دوسرے ماہ بلکہ ہر ماہ بھی اس پروگرام کو جاری رکھیں گے۔قیام صرف ایک شب ہی ہوا کرے گا۔

اسی طرح سرگودھا، لاہور، ملتان وغیرہ میں بھی تبلیغی محافل ذکر کا پروگرام مرتب کیا جائے گا۔آپ اس تجویز پر ہوم ورک کریں اور بزرگ بھائیوں سے بھی تجاویز لیں اور اجتماع پر قرارداد پیش کریں تا کہ اس کا با قاعدہ لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے ۔

گزشتہ ماہ حلقہ فنڈ مل گیا تھا لیکن سستی اب بھی موجود ہے۔تعمیر فنڈ میں بھی راولپنڈی اسلام آباد کا حصہ توقع سے بہت کم ہے۔یاددہانی کراتے رہیں یہی کافی ہے۔ ملتان کے بھائی سید شہاب الدین شاہ بخاری کا انتقال ہوگیا ہے۔وہ سید امین شاہ اور سید عطاء اللہ شاہ مرحوم کے بڑے بھائی اور سید حمید اللہ شاہ اور حبیب اللہ شاہ کے والد تھے۔ان کی مغفرت کے لئے دعا کرائیں۔سالانہ اجتماع انشاء اللہ 19, 20, 21 اپریل کو ہوگا۔ تعمیر ملت اور چراغ راہ کا سب بھائی سالانہ مطالعاتی دورہ کریں۔

راجہ خضر حیاتؒ

(سید رحمت اللہ شاہ)

حلیم طبع، نرم خو اور شگفتہ مزاج ایک فرشتہ صفت انسان؛ پرنور چہرہ، آنکھوں میں چمک، نظر میں گہرائی، اور دلفریب انداز گفتگو کے حامل یہ تھے ہمارے بھائی راجہ خضر حیات صاحبؒ۔ آپؒ کا تعلق 'جنجوعہ' ذات سے تھا جس کا آبائی مسکن ضلع خوشاب کا علاقہ 'کٹھہ مصرال' ہے۔ کٹھہ مصرال خوشاب شہر سے شمال کی طرف پینتیس (۳۵) کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس علاقہ میں جنجوعہ برادری کے ملکیتی وسیع رقبہ زرعی اراضیات اور دیگر اثر رسوخ کے حلقہ جات ہیں جن کی وجہ سے انہیں یہاں ایک بڑے خاندان کے طور پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان کے دیگر عزت دار خاندانوں کی طرح جنجوعہ خاندان کے افراد کو 'راجہ' کہا جاتا تھا جو رسمی یا بعض دفعہ باضابطہ طور پر نام کا حصہ بھی تھا۔ عرف عام میں آپؒ کو 'راجہ صاحب' ہی کہا جاتا تھا۔

آپؒ کا یوم پیدائش ۸ فروری ۱۹۴۰ء ہے۔ والد کا نام 'حق نواز' اور والدہ محترمہ کا نام 'امیر بیگم' تھا۔ والد گرامی ایک بڑے زمیندار، نیک طبع، پاک سیرت انسان اور حافظ قرآن تھے۔ سارا گھرانہ مذہبی سوچ وفکر کا حامل اور پابند شرع تھا۔ آپ کے خاندان میں کم عمر اور جوان اموات کا عنصر واضح نظر آتا ہے۔ حیران کن حد تک کم وبیش سب کی اموات کسی قابل ذکر مرض یا محتاجی کے بغیر ہوئیں۔ آپؒ کی اوائل عمری میں ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ بھی آپؒ کے لڑکپن میں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ آپؒ کی والدہ نماز مغرب ادا کر رہی تھیں، سجدہ میں گئیں اور روح پرواز کر گئی۔ والدین کا سایہ سر پر نہ ہونا ایک تلخ حقیقت تھی تاہم بہن بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ایک خاندانی نظام میں پرورش پائی۔ آپ کے تین (۳) بھائی اور تین (۳) بہنیں تھیں۔

بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ بچپن میں نام 'سکندر' رکھا گیا جو بعد میں تبدیل کر دیا گیا۔ آپؒ نے گورنمنٹ کالج سرگودھا سے انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا تھا کہ پاک فضائیہ میں ملازمت ہوگئی۔

ازدواجی زندگی کا آغاز ۲۵ ستمبر ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ بیگم 'امتیاز جنجوعہ' رشتہ میں چچا زاد تھیں۔ بیگم کا انتخاب خود کیا، بھائی رشتہ لے کر گئے تاہم یہ شادی آپؒ کے ایک دوست منصف خان کے اصرار پر آپؒ کے چچا راجہ محمد نواز کے ہاں ہوئی۔ شادی کی سب تیاریاں خود کیں۔ بیگم کچھ عرصہ کٹھہ مصرال رہیں۔ آپ کی تعیناتی پاکستان ایئر فورس کے سرگودھا بیس پر ہوئی تو یہاں سرکاری رہائش مل گئی اور بیگم آپ کے ساتھ آ گئیں۔ ملازمت کے دوران آپ کوہاٹ، پشاور اور سرگودھا تعینات رہے۔ پاکستان ایئر فورس میں بطور وارنٹ افسر (Warrant officer) فرائض سرانجام دے رہے تھے کہ خاندانی حالات کے پیش نظر ۱۹۸۱ء میں قبل از وقت ریٹائرمنٹ لی اور کٹھہ مصرال آ گئے۔

نشیب و فراز زندگی کا حصہ ہیں۔ گھر کے حالات کافی اتار چڑھاؤ کا شکار رہے۔ فیصل آباد میں مقیم ایک جوان بھائی کی ۱۹۷۹ء میں وفات سے خاندان میں قدرے خلاء پیدا ہوا۔ پاک فضائیہ کی ملازمت کو خیر باد کہا، خاندانی زمیندارہ کے معاملات سنبھالے اور اپنے اس بھائی کے اہل خانہ کی کفالت و سرپرستی بھی کی۔ ایک بیوہ بہن پہلے ہی گھر میں آپ کے ساتھ تھیں۔ بچوں کی بہتر تعلیم اور فیصل آباد میں اپنے بھائی کے اہل خانہ کی خاطر ایک چچا زاد بھائی کے ہمراہ مستقل سکونت سرگودھا شہر میں اختیار کی۔ کم و بیش ایک سال ہی گزرا کہ ۱۹۸۲ء میں آپ کے ساتھ سرگودھا آنے والے یہ چچا زاد بھائی اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کے اہل و عیال کی ذمہ داری بھی آپ کے حصہ میں آئی۔ خاندانی زمیندارہ کے معاملات کے ساتھ ساتھ ایک بڑے گھرانہ کی کفالت کے سلسلہ میں سرگودھا اور فیصل آباد آپ کی زندگی میں آمدورفت کے دو مستقل اسٹیشن تھے۔ فیصل آباد میں پائینیر (Pioneer) سیمنٹ کی ایجنسی اور شعبہ تعمیرات سے کاروباری زندگی کا آغاز کیا۔ اس سفر میں آپ اکیلے رہے اور اللہ کا خصوصی فضل و کرم شامل حال رہا۔

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ بلال خضر جنجوعہ (پیدائش: ۹ ستمبر ۱۹۷۹ء) اور دو صاحبزادیاں آمنہ خضر جنجوعہ (پیدائش: ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء) اور ہما خضر جنجوعہ (پیدائش: ۲۵ نومبر ۱۹۸۶ء) ہیں۔ اکلوتے صاحبزادے بلال خضر جنجوعہ کو St. Mary School سرگودھا اور Kohat Garrison College سے پڑھنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے لاہور بھیجا، جنہوں نے Punjab College of Business Administration لاہور سے Computer Sciences میں گریجوایشن کیا۔ الفلاح بنک سرگودھا میں کئی سال ملازمت کے بعد شعبہ تعمیرات سے متعلق ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ اسلامی ادب و مطالعہ میں خاص شغف کے حامل ایک نرم دل اور نفیس طبع انسان ہیں۔

بڑی صاحبزادی آمنہ خضر جنجوعہ نے Presentation Convent High School سرگودھا سے ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۹۸ء میں College of Home Economics لاہور داخلہ لیا جہاں سے ۲۰۰۵ء میں Home Management and Interior Designing ماسٹر ڈگری میں گولڈ میڈلسٹ ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے سکیل سترہ (۱۷) میں ملازمت ہوئی جسے امور خانہ داری کی ترجیحات میں خیر باد کہا۔ ذاتی دلچسپی کے پیش نظر انہوں نے کینٹ بورڈ کے بہت سے پراجیکٹ کیے ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی ہما خضر جنجوعہ نے Presentation Convent High School سرگودھا اور صفہ کالج سرگودھا سے تعلیم کے بعد انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد سے International Relations میں ماسٹر ڈگری لی، اپنے میاں کے ساتھ ذاتی نجی تعلیمی ادارے میں خدمات سرانجام دیں اور اب امور خانہ داری ان کی اولین ترجیح ہیں۔ یہ چھوٹی صاحبزادی ہما خضر جنجوعہ آپؒ کو سب سے زیادہ پیاری اور آپؒ کی لاڈلی تھیں۔ بلال خضر جنجوعہ اور آپؒ کی دونوں صاحبزادیاں ماشاءاللہ اپنے گھروں میں آباد اور خوش ہیں۔

ذاتی زندگی میں آپؒ ایک تہجد گزار، پرہیزگار، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نیک صفت

انسان تھے جنہوں نے فریضہ حج بھی ادا کیا۔سادگی آپ کا شعار تھا، سادگی کو پسند کرتے اور سادہ گزر بسر کرتے۔سادگی میں بھی آپؒ کی پہچان ایک نفیس اور خوش پوش انسان کی تھی۔اخراجات میں قدرے محتاط رویہ رکھتے۔ملنسار طبع، دوست پرور اور شفیق انسان تھے۔اپنے گردوپیش بڑی گہری نظر رکھتے۔ہمیشہ بےلوث اور بےغرض سوچ، تعلقات وروابط رکھے۔اپنے پرائے کا فرق قائم کیے بغیر ہر ممکن حد تک ساتھ نبھاتے۔ہر کسی سے تعلقات جوڑنے، انہیں تادیر قائم رکھنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔اپنے ملنے والے ہر انسان سے سچی اور پرخلوص محبت رکھتے۔آپؒ کی شخصیت کئی محاسن اخلاق کا مرقع تھی۔بہترین ذاتی اوصاف کی بدولت ہر عمر کے خواتین وحضرات، بچے، بڑے سب آپؒ کے گرویدہ تھے۔ہر کوئی آپؒ سے بلاتکلف مل سکتا تھا، بات کرسکتا تھا، کوئی بھی آپؒ سے بات کرنے میں عار محسوس نہ کرتا۔ہر کسی کی خوشی غم میں بھرپور شرکت کرتے۔آپؒ کو بچوں سے بہت انس تھا۔بچوں کی ذہنی سطح پر ان سے ملتے، خوب کھل کر گپ شپ کرتے، ان سے دوستی اور تعلقات اس حد تک استوار رکھتے کہ بچے آپؒ کو اپنا بہترین دوست اور رازدان خیال کرتے۔بچوں سے خصوصی طور پر دوستانہ رویہ رکھتے، نہ صرف اپنے گھر میں موجود بچے بلکہ گھر سے باہر اور گاؤں کے بچے بھی آپ کے گرویدہ تھے۔

آپؒ کی زندگی کا ایک پوشیدہ، حسین اور انفاق فی سبیل اللہ سے بھرپور پہلو خدمت خلق سے متعلق ہے۔زندگی میں کم ہی کسی کو معلوم تھا کہ آپؒ کے کیا معاملات چلتے ہیں۔بہت سی باتیں وفات کے بعد اہل وعیال کے سامنے آئیں۔نہ صرف اپنے گردوپیش لوگوں کی وقتی ضرورتوں کا خیال رکھتے بلکہ ذاتی سوچ وبصیرت اور دوراندیشی سے مستقل بنیادوں پر بہتری کے اقدامات کرتے رہے۔وقتی ضرورتوں میں بوڑھوں، بیواؤں، یتیموں اور دوسرے ضرورت مند لوگوں کے لئے گندم کی ترسیل اور دیگر اشیائے خوردونوش کا انتظام مستقل بنیادوں پر کرتے رہے۔خوشی، عید تہوار کے موقع پر جوتے کپڑے اور دیگر تحائف تک کا بندوبست کرتے۔گاؤں کے لوگوں کے لئے آپؒ کا گاؤں میں قدم رکھنا ہی نوید مسرت رہا۔

لوگوں کی تعلیم اور روزگار کا انتظام آپؒ کی ترجیحات تھیں۔ گاؤں کے لوگوں میں تعلیم کی حوصلہ افزائی کرتے۔ چھوٹے بچوں سے خود رابطہ کر کے بڑے پیار سے ان کے اچھے جوتے کپڑوں اور کتابوں کا انتظام کرتے اور سکول داخل کراتے۔ سکول میں تمام اخراجات آپؒ کی طرف سے براہ راست سکول انتظامیہ کو ادا کیے جاتے۔ ایسے بچوں کی تعلیمی حالت سے مکمل آگاہ رہتے، پڑھائی میں اچھے نتائج دینے والے بچوں کے لئے بہترین سہولیات کا انتظام کرتے۔ ان سہولیات میں ان کے لئے باقاعدہ پرائیوٹ ٹیوشن کا انتظام اور اچھے تعلیمی اداروں میں داخلہ تک شامل تھا۔ ایسے نوجوان جو کسی حد تک پڑھ لکھ جاتے، انہیں روزگار کے حصول میں ساری سہولیات فراہم کرتے۔ گاؤں سے آنے والے ایسے نوجوانوں کے قیام وطعام کا انتظام اپنے گھر میں کرتے، جس قدر ممکن ہوتا رہنمائی کرتے اور ذاتی حیثیت میں ان کے ذریعہ روزگار کی کوشش کرتے۔ آپؒ کے یہ سارے معمولات کم ہی کسی پر ظاہر ہوتے۔

آپؒ کی خدمات سے مستفیض ہونے والے کئی لوگ بہترین روزگار کے ذرائع پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے اور آج بہت اچھے حالات میں اپنے اپنے خاندان کا سرمایہ ہیں۔ ایک مہربان دوست نے سعودی عرب سے آپؒ کی خدمات کو بہترین الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ یہ پیشہ میں انجینئر ہیں اور سعودی عرب کی ایک بڑی تعمیراتی کمپنی میں اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔ ان کے بقول اگر آپؒ ان کی زندگی میں نہ آتے تو آج وہ ہرگز یہ نہ ہوتے جو وہ ہیں۔ اس مہربان دوست نے جس قدر اپنے خاندان کے لئے کیا وہ بذات خود قابل ستائش ہے۔ اپنی ان سب کامیابیوں کی بنیاد وہ آپؒ کو خیال کرتے ہیں۔ ایسے ہی کچھ دیگر شواہد بھی ملے جن کا تذکرہ ناموں کے ساتھ مناسب نہیں۔

آپ کے گھر کا ماحول انتہائی نرم، دوستانہ اور شیریں تھا۔ پیار محبت اور اخلاق سے سب باتیں ہوتیں۔ کہیں کسی سختی، درشتی یا تندخوئی کا شائبہ تک نہ تھا۔ تعلیم اور دین آپ کی زندگی کی اولین ترجیحات تھیں۔ بچوں کی تعلیم میں خود دلچسپی لیتے۔ سکول کی کاپیاں تک دیکھتے۔ اچھے امتحانی نتائج پر

خوب حوصلہ افزائی کرتے، بچوں کو ساتھ لے جا کر من پسند خریداری کراتے اور تحائف دیتے۔ عام طور پر تحفہ میں ہمیشہ کتب دینا پسند کیا۔ مطالعہ کی ترغیب دیتے۔ شاعری میں اقبالیات اور دوسری حقیقی شاعری کو پسند کرتے۔ اپنے بچوں کی تربیت و پرورش مکمل طور پر دینی و مذہبی پیرائے میں کی۔ آپ کا عام بیان تھا کہ ماں باپ ہمیشہ ساتھ نہیں رہتے لیکن صحیح اور غلط کا فرق سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ بچے بڑے ہوئے تو ان سے دینی موضوعات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں پر مغز اور مدلل بات کرتے۔ بات میں تاثیر خوب تھی۔ بات سن کر عمل کی تحریک ملتی۔ بات چیت کا دور عموماً دوپہر کے کھانے سے شروع ہوتا اور عصر تک بھی جاری رہتا۔ وقت گزرتے پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ ایثار و قربانی کی عملی مثال ہمیشہ خود بن کر دکھایا۔

گھر میں بچوں کی سالگرہ کا اہتمام دینی طریقے سے کیا جاتا۔ پہلے ذکر اذکار، ختم شریف اور دعا وغیرہ ہوتی پھر سالگرہ کا کیک کاٹا جاتا اور کھانا تقسیم ہوتا۔ ہلکے پھلکے مذاق اور گپ شپ کو بہت پسند کرتے۔ ہمیشہ اعتماد دیتے، اعتبار کرتے۔ بات بچوں سے بھی کرنی ہوتی تو پوری دلیل سے کرتے اور فیصلہ کا مکمل اختیار دیتے۔ کبھی ذاتی سوچ یا فیصلہ مسلط نہیں کیا۔ سچ کا ساتھ دینا، صاف گوئی، معاملات میں شفافیت آپؒ کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے۔

زندگی کے آخری دنوں میں آپ کی اہلیہ بہت بیمار تھیں جن کا اسلام آباد میں علاج چل رہا تھا۔ گھر میں پریشانی کا ماحول تھا۔ آپؒ اپنے بیٹے اور چھوٹی بیٹی کے ساتھ ان کے پاس دیکھ بھال کے لئے اسلام آباد تھے۔ ایک ماہ گزر گیا اپنے گھر چکر نہ لگا سکے۔ پیچھے گھر میں آپؒ کی بڑی بیٹی اور دیگر خواتین خانہ تھیں۔ محرم کی چھٹیاں ہوئیں تو بڑی بیٹی سے ملنے گھر آئے۔ فکر و پریشانی فطری بات مگر زندگی معمول کے مطابق تھی۔ بیٹی سے شام کو ان کی خالہ کے گھر جانے کا کہا اور اس دن بہت بار یہ جملہ کہا کہ مائیں بچے سنبھال لیتی ہیں، والد نہیں سنبھال سکتا۔ اللہ آپ کی والدہ کو صحت والی زندگی دے۔ نماز ظہر کے بعد کھانا کھایا، لیٹ گئے۔ آپؒ سب نمازیں مسجد میں پڑھتے تھے۔ بیٹی نے نماز عصر کے لئے جگانا چاہا مگر کمرے میں دیکھ کر واپس لوٹنے لگیں، شدید بے چینی ہوئی،

فوری واپس آ کر لائٹ آن کی تو آپؒ بائیں کروٹ لیٹے تھے مگر روح جسد خاکی سے پرواز کر چکی تھی یہ دس (۱۰) محرم الحرام، سولہ (۱۶) اپریل ۲۰۰۰ء اور اتوار کا دن تھا۔ آپؒ کی نماز جنازہ صبح گیارہ بجے ادا ہوئی اور تدفین کٹھ مصرال کے آبائی قبرستان میں ہوئی۔

آپؒ کی وفات پر ساتھ بیٹھے لوگوں میں عام بات یہی تھی کہ وہ آج یتیم ہوئے ہیں۔ اپنی اولاد کے لئے وفات سے ایک روز پہلے بھی یہ الفاظ زبان پر تھے کہ میں مطمئن ہوں، میں نے اپنے بچوں کو بہترین تعلیم دی اور میری بیگم نے اس مشکل سفر میں میرا پورا ساتھ دیا۔ وفات کے وقت آپ کی اہلیہ کی عمر بھی بہت زیادہ نہ تھی۔ ان کے پاس اپنے یا آپ کے سسرال میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ ایک انیس (۱۹) سالہ بیٹے بلال خضر جنجوعہ اور دو صاحبزادیوں کا ساتھ تھا یا ان کی اپنی بیوہ بہن اپنے بچوں کے ساتھ اس گھر میں تھیں۔ آپ کی اہلیہ کا ایک ہی بھائی تھا جو پہلے ہی ۱۹۹۵ء میں وفات پا چکا تھا۔ زندگی کے سفر میں مشکلات زیادہ، آسانیاں کم تھیں۔ اللہ نے صبر، ہمت اور حوصلہ دیا۔ کبھی لفظ شکایت یا تکلیف زبان پر نہ آئی۔ پوری توجہ اپنے بچے اور بچیوں کی تعلیم کی تکمیل پر مرکوز رکھی۔ قریبی رشتہ داروں میں جس قدر تعاون ممکن تھا وہ آپ کے دو بھتیجوں اور آپ کی بیگم کی دو بہنوں اور ان کے ایک بہنوئی کی طرف سے میسر رہا۔ بچوں کی تعلیم مکمل ہوئی، شادی کی ذمہ داریاں پوری کیں، انہیں گھروں میں آباد دیکھا۔ عمر کے آخری حصہ میں کینسر کے عارضہ میں مبتلا ہو کر کم وبیش نو مہینے بستر پر رہیں اور ۱۸ ستمبر ۲۰۱۷ء بروز سوموار داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی تدفین بھی آبائی قبرستان میں آپؒ کے پہلو میں ہوئی۔ بیماری کے عرصہ میں بلال خضر جنجوعہ نے اپنی والدہ کی بھرپور خدمت کی، کل وقتی طور پر ان کے ساتھ رہے، اس سارے عرصہ میں بہنوں کی طرف سے بھی مکمل حوصلہ افزائی اور ممکنہ تعاون شامل رہا۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے آپؒ کا تعارف اپنی پاکستان ایئر فورس کی ملازمت کے دوران ہوا۔ مریدین سلسلہ کی ایک بڑی تعداد پاک فضائیہ کے حاضر سروس ملازمین کی تھی جو پاکستان ایئر فورس کے کم وبیش ہر بیس پر موجود تھے۔ انہیں میں آپؒ کی دوستی اور تعلقات استوار ہوئے جن کے نتیجہ میں

آپؒ کو بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی صحبت میسر آئی اور ان کے دست شفقت پر براہ راست بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپؒ نے توحیدیہ تعلیمات کو حرز جاں بنایا اور راہ سلوک پر گامزن رہے۔ آپؒ نے سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں دوسرے شیخ سلسلہ جناب عبدالستار خانؒ اور تیسرے شیخ سلسلہ جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ کا دور خلافت پایا۔

جناب عبدالستار خانؒ کی وفات کے بعد آستانہ عالیہ توحیدیہ پر ان کے داماد نے خود ساختہ خلافت کی آڑ میں قبضہ کیا تو آپ کا شمار ان لوگوں میں تھا جو اس افراتفری اور اضطراب کے دور میں توحیدیہ تعلیمات کی ترجمانی کے لئے خاصے متحرک تھے۔ گوجرانوالہ میں آل پاکستان مشاورتی اجتماع ہوا تو اس میں آپ شریک تھے۔ مجازین سلسلہ نے باہمی مشاورت سے جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی خلافت و جانشینی کی ذمہ داری سونپی تو آپؒ نے بھی مجازین سلسلہ کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے دیگر مریدین سلسلہ کے ساتھ جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد کے حالات میں آپؒ کا شمار ان صف اول کے لوگوں میں رہا جنہوں شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوم) جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے ساتھ توحیدی حلقہ جات کا دورہ کیا اور مریدین سلسلہ کو توحیدیہ تعلیمات پر منظم کیا۔ آپؒ کے ساتھ دیگر افراد میں جناب آفتاب احمد خانؒ اور ایس پی (ریٹائرڈ) محمد افضل چیمہؒ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سرگودھا میں قائم حلقہ توحیدیہ کی میزبانی کا شرف آپؒ کو حاصل رہا۔ ہفتہ وار حلقہ ذکر آپؒ کی رہائش گاہ واقع عزیز پارک، کلیا ٹاؤن میں بروز بدھ اور بعد ازاں بروز جمعہ ہوتا رہا۔ آپؒ سرگودھا کے خادم حلقہ بھی رہے۔ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوم) جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے آپؒ کو سالانہ کنونشن کے موقع پر روحانی مجاز بنایا۔

پیر بھائیوں سے آپؒ کا تعلق بیان کردہ طبع، مزاج اور شخصیت کے عین مطابق تھا۔ آپؒ کے قریب ترین احباب میں اسلام آباد سے الحاج محمد مرتضٰی صاحب توحیدیؒ تھے، سید عابد کبیر شاہ

سے بھی اچھا تعلق رہا۔کئی بار لاہور آئے تو ہم بھائیوں سے خاص طور پر ملنے آتے۔کئی ملاقاتیں لاہور ہوئیں۔آپؒ کا معمول تھا کہ جس شہر جاتے وہاں حلقہ ذکر میں شریک ہوتے۔ہمارے ہاں لاہور تشریف فرما تھے،نماز عصر کے بعد بھائی جان سید عبداللہ شاہ سے کہا کہ آج حلقہ ذکر ہے اس میں چلنا ہے۔یہ موقع میری زندگی کا اہم ترین موڑ تھا جو یہاں موضوع نہیں تاہم اتنا بیان ضروری ہے کہ مجھے راہ فقر پر لانے والوں میں آپؒ ہی ہیں۔اللہ میرے محسن کے درجات ہمیشہ بلند فرمائے۔آمین۔

آپؒ سے ادب احترام کا رشتہ تھا کیونکہ میرے ابا جان کے پیر بھائی تھے۔اس کے باوجود ہمارے ہاں تصوف اور پیری فقیری کی قطعاً گنجائش نہیں تھی۔آپؒ بھی زبردست نبض شناس تھے،کبھی بھی تصوف کو موضوع گفتگو نہیں بنایا،بس پیار محبت کرنے آتے اور خوب محبت بھری باتیں ہوتیں۔ایک ملاقات میں پوچھنے پر بتایا کہ ایک بیٹا ہے جس کا نام 'بلال خضر جنجوعہ' ہے اور وہ لاہور میں ہی پڑھتا ہے۔ان کا فون نمبر اور ملنے کی اجازت لی۔اس طرح گلبرگ لاہور میں ماشاءاللہ ایک خوبرو نوجوان سے ملنے کا موقع ملا۔ایک مرتبہ پوچھا کہ آپؒ اپنے بیٹے کو تصوف میں نہیں لے گئے تو برجستہ جواب دیا کہ اسے تم لاؤ گے۔میں تو خود بھی اس لائن پر نہیں تھا تو بات ہنسی مذاق تک رہی۔

اس کاوش میں تعاون کرنے پر تمام دوست احباب،عزیز رشتہ دار اور اہل خانہ بالخصوص جناب بلال خضر جنجوعہ صاحب کا تہہ دل سے شکریہ کہ جن کی طرف سے اور جن کے ذریعے سے یہ بیش قیمت معلومات میسر آئیں۔اللہ آپ سب کو دنیا و آخرت کی بہترین خوشیوں اور نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین۔

تحریر کوئی بھی ہو اس کے مختلف افراد کے لئے اپنے سیاق وسباق کے مطابق ہی معنی، مطلب ومفہوم ہوتے ہیں۔عزت مآب جناب راجہ خضر حیات صاحبؒ کی اولاد اور ان کے دیگر چاہنے والوں کے لئے یہ حقیری کاوش شاید ایک یادداشت یا مضمون ہو لیکن ہم مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں سے ہر قاری نے اس تحریر میں جناب راجہ خضر حیات صاحبؒ کو اپنی نظر سے دیکھا اور سمجھ کر

آ گے بڑھنا ہے۔تحریر ہذااوراس سلسلہ کی تمام سابقہ تحریروں میں یہ بات واضح ہورہی ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے جس اخلاق ،کرداراور شخصیت کی تعمیر کی بات کی ہے الحمدللہ اس کی صداقت تسلیم شدہ ہے ۔آدم گری کا وہ دعویٰ ہرایک توحیدی بزرگ کی زندگی میں اخلاق وکردار کے ہر پہلو میں نظر آرہا ہے۔یہ بات بھی قابل ستائش ہے کہ توحیدی بزرگوں کے احوال میں کشف ،کرامات ،ذاتی مشاہدات ودیگر ایسی باتیں توحیدیہ تعلیمات کے عین مطابق پس پردہ رہتی ہیں ،تاہم توحیدی فقیروں اور پرانے صوفیاء میں کسی قدر یہ مماثلت لمحہ فکریہ ہے کہ بعض دفعہ ہمارے معمولات ذکروسحرخیزی معاشرہ میں بالکل اسی طرح مخفی رہتے ہیں جیسے پرانے بزرگوں کے وہ معمولات ذکروفکر پوشیدہ رہے جن پرانہوں نے عمل کیااورروحانیت کے اعلیٰ مراتب پائے ۔پرانے تصوف میں تو ازراہ حکمت یہ مشاغل ذکر پوشیدہ رکھے گئے لیکن ہمارے پاس تو ایسی کوئی توجیح یا عذرنہیں ۔ہمارے ہاں تو یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ ہمارے حضرت محسن ومرشد حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تو تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب کتاب 'طریقت توحیدیہ' کی صورت میں شائع کردیا۔کم ازکم ہماری زندگی میں یااس کے بعد ہمارے مشاغل ذکرکو ہمیشہ دنیا کے سامنے رہنا چاہئے ۔دوسرے لفظوں میں ہمارے اخلاق وکردار کی طرح دنیا کے سامنے ہمارے اخلاق وآدم گری کا نصاب بطور راہ عمل منظر عام پر رہنا چاہئے شاید کہ اس سے کوئی استفادہ کرے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ ہی بن جائے ۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے اوراپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائے ۔آمین ۔

کچھ یادیں ، کچھ باتیں

(پیر خان توحیدی)

میرا تعلق ایبٹ آباد کے 'اعوان' قبیلہ سے ہے۔موجودہ ایبٹ آباد پہلے ضلع ہزارہ کی تحصیل تھی، اب ایبٹ آباد ضلع بن چکا ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں تحصیل وضلع ایبٹ آباد سے ہوں۔ہمارا گھر ایبٹ آباد شہر سے شمال مغرب کی طرف دس پندرہ میل دور ایک علاقہ کاکوٹ (Kakot) میں تھا۔

میں جون ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوا۔میرے والد کا نام 'علی خان' اور والدہ کا نام 'میر جان' تھا۔والد صاحب میری پیدائش سے تین مہینے پہلے وفات پا گئے تھے۔میری چار بہنیں ہیں، بھائی کوئی نہیں ہے۔ہمارا آبائی علاقہ قدرے پسماندہ تھا۔جہاں ہم رہتے تھے وہاں سے شہر تک بسیں نہیں چلا کرتی تھیں، زیادہ تر دوردراز شہری آبادی تک کے سفر پیدل کیے جاتے تھے۔میں نے مڈل کا امتحان ایک دوردراز واقع سکول سے دیا جس کا نام 'شیروان' تھا۔اس کے بعد سکول نمبر ۲، ایبٹ آباد سے میٹرک کیا۔آگے گریجوایشن تک میری تعلیم ایبٹ آباد سے ہے۔کم وبیش ایک سال شعبہ تدریس سے وابستہ رہنے کے بعد ۳۰ جون ۱۹۵۹ء کو پاکستان ایئر فورس میں ملازمت کا آغاز کیا۔کوئی تیس (۳۰) سال سے زائد پاک فضائیہ کی یہ ملازمت کی۔ملازمت کے دوران ۹ دسمبر ۱۹۸۳ء کو کمیشن لیا اور ۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو ریٹائرمنٹ ہوئی تو بطور Flight lieutenant کام کر رہا تھا۔

پاک فضائیہ کی ملازمت کے آغاز میں بنیادی تربیت کوہاٹ میں ہوئی۔بنیادی تربیت مکمل ہوئی تو پشاور تعینات کر دیا گیا۔اس کے بعد Advance course ہوتا ہے تو میں نے وہ کیا جس کے بعد تعیناتی کراچی ہو گئی۔ملازمت کے پورے عرصہ میں کراچی دو دفعہ رہا۔پہلی دفعہ

ڈرگ روڈ کراچی تعیناتی تھی تو ایڈوانس کورس کے لئے کوہاٹ آگیا۔ ہمارے ایک بیر بھائی علی صاحب ہوتے تھے۔انہوں نے ریکارڈ سے میرا نام نکلوا کے دوبارہ کراچی میری پوسٹنگ کرادی۔ کراچی سے دوبارہ پشاور آگیا۔ایئر ہیڈ کوارٹر سے ۱۹۸۵ء میں کمیشن لیا اور بطور Flying officer تعینات ہوا، جس کی ٹریننگ ہوئی اور دوبارہ پشاور آگیا۔ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی مزید ملازمت نہیں کی۔

ملازمت کے آغاز کے بعد شادی نومبر ۱۹۶۲ء میں ہوئی، بیگم کا نام نصیب النساء ہے جو رشتہ میں میری کزن ہیں۔شادی گاؤں میں سادگی سے ہوئی۔اولاد میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔بڑی بیٹی خالدہ پروین، پھر ساجدہ پروین، اس کے بعد دو بیٹے جمیل احمد اور شکیل احمد، پھر دو بیٹیاں فوزیہ یاسمین اور عذرا بی بی ہیں، پھر دو بیٹے شفقت علی خان اور دانش نوید ہیں۔ایبٹ آباد سے آگے جہاں ہم رہتے تھے وہاں سہولیات زندگی کا قدرے فقدان تھا۔بچوں کی پڑھائی کا بڑا مسئلہ تھا تو ہم نقل مکانی کرکے یہاں واہ کینٹ آگئے۔بچوں کی تعلیم کا مسئلہ اللہ کے فضل سے حل ہوگیا۔ ماشاءاللہ سب گریجوایٹ ہیں۔سب اللہ کے فضل سے ٹھیک ٹھاک ہیں۔ماشاءاللہ بچے بھی سارے پڑھ گئے ہیں، چھوٹی ایک بچی ڈاکٹر ہے،ایک گریڈ سترہ (۱۷) میں محکمہ تعلیم میں ہے۔

مذہبی نقطہ نظر سے خاندان سنی مسلک سے ہے۔گھر میں کبھی کوئی فرقہ ورانہ سوچ یا اس قسم کی کسی تخصیص کا دخل نہیں رہا۔سادہ سے مسلمان ہیں۔کسی خاص دینی جماعت سے وابستگی کی اگر بات کریں تو بڑے بیٹے کا تعلق جماعت اسلامی پاکستان سے ہے جو یہاں جماعت کی اندرونی تقسیم کار میں مقامی طور پر ایک حلقہ کا امیر ہے۔اس کے علاوہ میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے وابستہ ہوں۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ میں جماعت اسلامی میں کیوں نہیں گیا تو یہ ایک بڑا مشکل سوال ہے۔میں توحیدی ہوں،اس میں ہی بڑا خوش اور مطمئن ہوں الحمدللہ میرے لئے یہی بہت ہے اور سب کچھ ہے مجھے یہاں سے اللہ کے فضل سے بہت کچھ ملا۔اللہ کا بہت شکر ہے۔جہاں تک جماعت اسلامی کا تعلق ہے تو یہ بھی بڑی اچھی جماعت ہے، مجھے اس جماعت سے بھی پیار ہے،اس سے کوئی اختلاف

والی بات نہیں ہے۔جماعت کے لوگ آتے ہیں تو وہ بھی بڑے اچھے ہوتے ہیں،نماز کے پابند ہوتے ہیں،نمازیں اپنے وقت پہ پڑھتے ہیں، اور بھی کئی اچھے کام اس جماعت کے لوگوں کے ذریعے ہورہے ہیں، یہ نیک لوگ ہوتے ہیں،عزت بھی کرتے ہیں۔ہمارے گھر میں ان کا پروگرام بھی چل رہا ہے ماشاءاللہ ۔میرا بیٹا ماشاءاللہ ان کے ساتھ ہے۔ جماعت اسلامی کی کتابیں بھی ہمارے گھر ہوتی ہیں،ان کے رسالے بھی آتے ہیں،ان میں سے بھی میں کچھ پڑھ لیتا ہوں، بڑی اچھی جماعت ہے مگر میں خود تو حیدری ہوں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میری اولاد یا دیگر رشتہ داروں میں سے کوئی بھی سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی طرف نہیں آیا تو اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ میں نے کبھی کسی کو سلسلہ میں شامل ہونے کا نہیں کہا۔شروع شروع میں جب میرے بیٹے جمیل احمد نے جماعت اسلامی میں شمولیت کا بتایا تو اپنے بیٹے سے میں نے قاضی صاحب سے متعلق بات کی تو اس نے کہا کہ جو کچھ کہنا ہے مجھے کہہ لیں،قاضی صاحب کے بارے میں کچھ نہ کہیں۔مجھے تھوڑا سا غصہ بھی تھا لیکن پھر میں خوش تھا۔ میں نے پھر اس موضوع پر کبھی کوئی اختلافی بات نہیں کی۔ مجھے یہ اچھا لگا کہ ٹھیک ہے اس کے اندر جو بات ہے اس نے یہ ظاہر کہہ دیا ہے۔

میری سلسلہ عالیہ توحیدیہ اور بیٹے جمیل احمد کی جماعت اسلامی سے وابستگی واضح ہے۔ ہمارے علاوہ باقی سب آزاد ہیں۔میرے بچے بڑے اچھے ہیں،ان پر اس حوالے سے میری طرف سے کوئی پابندی یا ضابطے والی بات نہیں ہے۔ میں نے بھی اپنے بچوں سے یہ نہیں کہا کہ وہ سلسلہ توحیدیہ میں آئیں۔چھوٹے تینوں بیٹے کسی سلسلہ یا جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔اس کے باوجود معمولات ان کے بھی ٹھیک ہیں مگر وہ آزاد ہیں۔ مجھے کبھی گھر میں سلسلہ کی وجہ سے تنقید کا نشانہ نہیں بننا پڑا۔میں دو دو یا تین تین دن بھی گھر سے باہر رہتا۔خواجہ ولی محمد صاحب کے پاس ہوتا تو وہ مجھے آنے نہیں دیتے تھے کہ ادھر ہی رہو۔میں رہ جاتا۔گھر والوں اور بچوں نے کبھی مجھ پر اعتراض نہیں کیا، مجھے انہوں نے بھی آزاد رکھا ہوا تھا۔اب تک الحمدللہ سب ٹھیک رہا ہے۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے میرا تعارف پشاور تعیناتی کے دوران ہوا۔ یہاں قبلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحبؒ کے ایک مرید علی صاحب ایئر فورس میں سارجنٹ تھے جو بعد میں پھر Senior Tech ہو گئے تھے۔ یہ سارجنٹ علی صاحب ہمارے انچارج بھی تھے۔ نماز ہم مسجد میں پڑھا کرتے تھے تو وہاں ہمارے تو حیدی بھائی بھی تھے جنہوں نے مجھے گھیر لیا اور دعوت دی کہ ہم ذکر کرتے ہیں تم بھی ذکر کے لئے آیا کرو۔ ان کی دعوت پر میں نے حلقہ ذکر میں جانا شروع کیا۔ ملازمت کے دوران میں نے ایڈوانس کورس کیا تو میری تعیناتی کراچی میں پاک فضائیہ کا ایک یونٹ نمبر ۲ تھا، اس میں ہو گئی۔ یہاں علی صاحب نے مجھے بہت اچھے طریقے سے اپنا دوست بھی بنالیا اور بھائی بھی بنالیا۔ اس کے بعد پھر میرا تعارف باباجی قبلہ عبدالحکیم انصاری صاحبؒ سے بھی کرایا۔

باباجی قبلہ انصاری صاحبؒ سے کراچی میں یہ پہلی ملاقات ہوئی۔ علی صاحب کے گھر میں حلقہ ذکر ہوتا تھا، وہ مجھے اپنے ساتھ حلقہ ذکر میں لے جاتے تھے۔ باباجیؒ کے بھائی عبدالعلیم انصاری صاحب کراچی میں رہتے تھے۔ آپؒ ان کے پاس رات ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن علی صاحب نے کہا کہ تیار ہو جاؤ آج باباجیؒ سے تمہیں ملوانا ہے۔ قبلہ صاحبؒ سے یہ جو پہلی ملاقات تھی وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھ میں وہ ہمت اور حوصلہ نہیں ہے۔ بہرحال باباجیؒ کے بھائی کے گھر میں ہی ان سے ملاقات ہوگئی تھی۔ اس کے بعد میری تعیناتی رسالپور ہوگئی۔ رسالپور میں جب جانے لگا تو مجھے یہاں کے بارے میں بتا دیا گیا کہ وہاں ہمارے یہ بھائی ہیں۔ باباجی قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے بارے میں بھی بتایا گیا۔ میری تعیناتی کے وقت قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ بھی رسالپور تعینات تھے۔ ان سے میری ملاقات ہوئی۔ ذکر اذکار میں آنا جانا، میل ملاقات اور گفت وشنید سے یہ سلسلہ قربت میں بدلتا گیا۔ اسی دوران لاہور میں سالانہ کنونشن کا انعقاد ہوا تو قبلہ ڈار صاحبؒ مجھے اپنے ساتھ کنونشن میں لے گئے۔ لاہور کے اس سالانہ اجتماع میں ذکر کے بعد بیعت ہونے والے بھائی آگے آئے۔ دیگر کئی بھائیوں کے ساتھ میں بھی اپنے خادم حلقہ کے ساتھ باباجی

انصاری صاحبؒ کے پاس آیا۔اس وقت باباجی ڈار صاحبؒ ہمارے خادم حلقہ تھے جنہوں نے میرا باباجیؒ سے تعارف کرایا اور بیعت کا بتایا تو باباجیؒ نے مجھے بڑی آسانی سے بیعت کرلیا۔بیعت سے پہلے میں کوئی چار پانچ سال طالب رہا اور ذکر کرتا رہا تھا۔اس دن سے آج تک باقاعدہ سلسلۂ توحیدیہ سے منسلک ہوں۔

آستانہ عالیہ توحیدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور پر خاندانی قبضہ ہوگیا تو اس سے خاصی پریشانی ہوئی۔انتشار واضطراب کا یہ دور سلسلۂ توحیدیہ میں آزمائش بن کر آیا۔میں نے علیحدگی کو ترجیح دی، آستانہ عالیہ توحیدیہ جانا اور وہاں کسی سے رابطہ رکھنا ترک کردیا۔یہ دور اسی طرح گزرا۔ایک دن مجھے اطلاع ملی کہ گوجرانوالہ میں توحیدی بھائیوں کا ایک اجتماع ہورہا ہے جس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے ہوگا۔یہ اچھی خبر تھی۔میں اس اجتماع میں شریک ہوا۔دو دن کا یہ مختصر سا اجتماع تھا جس میں تقریریں بھی ہوئیں اور سلسلہ کے مجازین نے باباجی محمد صدیق ڈار صاحب کو شیخ سلسلہ منتخب کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔شیخ سلسلہ کے منصب پر تعیناتی کا یہ فیصلہ سلسلۂ توحیدیہ کے دستور کے عین مطابق تھا۔مجازین نے الگ میٹنگ کی اور اپنے درمیان سے قبلہ باباجی محمد صدیق ڈار صاحبؒ کو شیخ سلسلہ کے منصب کی ذمہ داری سونپی اور خود سلسلہ کے مجازین نے سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر بیعت ہوکر اجتماع میں شریک ہم لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تھی۔میں اسی موقع پر قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ سے بیعت ہوا۔افراتفری کے بعد دوبارہ ہمارا سلسلہ صحیح سمت چل پڑا اور اب باباجی محمد یعقوب خان صاحب الحمدللہ سے بہت اچھا چلا رہے ہیں۔

جہاں تک سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے لئے میری خدمات کا تعلق ہے تو اس بارے میں یہ ہے کہ راولپنڈی میں ہمارے خادم حلقہ شریف الدین شاہ صاحب ہوا کرتے تھے۔وہ وفات پا گئے تو ان کی جگہ ہمارے بھائی خورشید احمد صاحب کو خادم حلقہ بنایا گیا۔خورشید احمد صاحب نے اپنی ذاتی وجوہات اور مصروفیات کی وجہ سے باباجی ڈار صاحبؒ سے بات کی اور خادم حلقہ کی ذمہ داریوں سے

معذرت کی۔ باباجی ڈار صاحبؒ نے مجھے کہا کہ تیار ہو جاؤ۔ میرے اندر کوئی ایسی خاصیت یا صلاحیت تو نہیں تھی لیکن حکم تھا تو میں کیا کہہ سکتا تھا۔ مجھے راولپنڈی میں خادم حلقہ بنایا گیا تو کم وبیش دس گیارہ سال یہاں خادم حلقہ رہا۔ راولپنڈی حلقہ پہلے ہی بہت اچھا چل رہا تھا، میں نے بھی اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کوئی کمی کوتاہی نہ ہو۔ حتی المقدور کوشش سے جس قدر ممکن ہوا اللہ کے فضل سے میں نے یہ ڈیوٹی نبھائی اور خادم حلقہ رہا۔ کافی بھائی ہوتے تھے، ذکر کے بعد بھی ہم لوگ کافی دیر تک بیٹھے رہتے تھے۔ باباجی ڈار صاحبؒ خود فرماتے تھے کہ راولپنڈی کا حلقہ سب سے اچھا جارہا ہے۔ ہر لحاظ سے دوسرے تمام حلقہ جات سے بہتر جارہا ہے۔ باباجی خوش تھے، میں تو اسی بات سے خوش ہو رہا ہوں۔ باباجی ڈار صاحبؒ کی وفات کے بعد باباجی یعقوب صاحب کے دور میں خادم حلقہ تھا تو میں نے باباجی سے معذرت کی کہ اب بوڑھا ہو گیا ہوں تو اب یہ ذمہ داری نہیں نبھا سکتا انہوں نے میری بات مان لی اور نئے خادم حلقہ کا تقرر ہو گیا۔ میں خادم حلقہ تو نہیں تھا لیکن میرا حلقہ ذکر میں آنا جانا اسی طرح قائم تھا۔ کبھی حلقہ ذکر سے ناغہ نہیں ہوتا تھا۔ عمر کے تقاضے ہیں، صحت کے مسائل ہیں، اکیلا سفر نہیں کر سکتا، باباجی نے بھی منع فرمایا ہے اور حلقہ میں شمولیت سے رخصت دی ہے یہ سب باتیں اب زندگی کا حصہ ہیں مگر دل میں یہ بات رہتی ہے کہ آج کل میں نہیں جا سکتا، میرا حلقہ ذکر سے ناغہ ہو رہا ہے تو مجھے اس کا بڑا افسوس ہو رہا ہے۔ باباجی قبلہ محمد یعقوب صاحب نے تحریری پروانہ جاری کر کے مجھے اپنے روحانی مجازین میں شامل کر لیا ہے۔

اللہ کا خاص فضل ہے اور اس کا شکر ہے کہ میرا اپنے مرشد سے تعلق اچھا رہا۔ باباجی قبلہ ڈار صاحبؒ سلسلہ کے معاملات میں مشاورت میں شامل فرما لیتے تھے۔ قبلہ باباجی محمد یعقوب خان صاحب سے بھی رابطہ رہتا ہے۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ میں ہی رابطہ رکھوں مگر بعض اوقات قبلہ باباجی محمد یعقوب صاحب خود ہی رابطہ کر لیتے ہیں۔ بات چیت ہو جاتی ہے۔

نماز تو اللہ کا فضل تھا کہ گھر میں ہم سارے لوگ پڑھتے تھے۔ میری بہنیں اور سارے اہل خانہ نماز پڑھنے والے تھے۔ میں بھی نماز مسجد میں پڑھتا تھا۔ سلسلہ تو حیدیہ میں بہت عرصہ میں طالب رہا کیونکہ کراچی میں جب باباجی انصاری صاحبؒ سے ملاقات ہوئی تو میں طالب ہی تھا۔ کوئی پانچ چھے سال طالب رہا، بیعت نہیں ہوسکا تھا۔ جب میں رسالپور تعینات ہوا تو یہاں سے باباجی ڈار صاحبؒ نے مجھے لے جا کر باباجی انصاری صاحبؒ سے بیعت کرایا۔ ذکر اذکار بیعت سے پہلے ہی باقاعدہ ہو گئے تھے تاہم بیعت کے بعد تا حال اللہ کا فضل ہے۔ یہ سب اللہ کی عطا ہے۔

پہلے ہمارے پاس بڑا وقت ہوتا تھا۔ آج لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ میں پشاور میں سلسلہ توحیدیہ سے متعارف ہوا تو یہاں بڑے اچھے اچھے بھائی تھے۔ میں نے قاضی غیور احمد صاحبؒ کے ساتھ بھی ذکر کیا، یہ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے کہاں ذکر کرایا تھا مگر میں ان کے ساتھ ذکر میں شریک تھا۔ پرانے پرانے توحیدی بھائیوں کے ساتھ ذکر اذکار کرتے رہے۔ پشاور بہت عرصہ رہا ہوں۔ وہاں جتنا بھی ذکر ہوا اس میں شرکت کرتا تھا۔ پشاور میں ہمارے بھائی سرتاج احمد صاحب تھے، انہوں نے بڑا اچھا انتظام کیا ہوا تھا، وہ خادم حلقہ تھے اور ان کے گھر میں ہی حلقہ ذکر ہوتا تھا۔ بڑا جوش و خروش ہوتا تھا۔ آپس میں بہت گہرا قسم کا تعلق تھا۔ ذکر کے بعد ہم لوگ خوب گپ شپ کرتے، بڑی دیر بیٹھے رہتے۔ اکثر ان کے پاس ہی سو جاتے تھے۔ کبھی کبھی ذکر کے بعد ہم لوگ باہر پہاڑیوں پر چلے جاتے، وہاں جا کے ذکر کرنا شروع کر دیتے۔

میں پشاور میں As a base security officer کام کر رہا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ہم ذکر کرنے کسی پہاڑ پر چلے گئے، کسی کو میں بتا کے نہیں گیا تھا، ہمیں بہت دیر ہو گئی۔ صبح کا ٹائم ہمیں باہر ہی ہو گیا تو پیچھے خاصی پریشانی بنی رہی کہ یہ Security officer کہاں چلا گیا ہے؟ انہوں نے مجھے ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ میرے گھر سے پتا کیا گیا تو گھر سے بتایا گیا کہ میں تو رات کو ہی کہیں چلا گیا تھا، یہاں ایمرجنسی نافذ ہو گئی۔ خوب شور شرابا ہوا کہ پتا کرو ادھر اُدھر۔ بڑی دیر مجھے

ڈھونڈتے رہے۔ میں بھائیوں سے فارغ ہوا تو ڈیوٹی پر آ گیا، یہاں صورتحال خاصی سنجیدہ بنی ہوئی تھی۔ مجھے ہلکا پھلکا ڈانٹا گیا مگر میرے لئے کوئی خاص پریشانی نہیں بنی۔ بھائیوں میں پیار محبت اور لگاؤ ہی اتنا تھا کہ ہم رات کو کسی وقت باہر پہاڑیوں میں نکل جاتے تھے، وہاں جا کر ذکر اذکار کرتے رہتے تھے، خوب ذوق وشوق اور مزا تھا۔ وقت گزرتے پتا بھی نہیں چلتا تھا۔

میرے ذکر اذکار کے مشاغل میں شروع سے ہی باقاعدگی رہی۔ شروع شروع میں کبھی انفرادی ذکر نفی اثبات میں ناغہ ہو جاتا تھا مگر میں کوشش تو کرتا تھا کہ کوئی ناغہ نہ ہو۔ اس کے بعد ذکر اذکار باقاعدگی سے کرتا رہا۔ ہفتہ وار حلقہ ذکر تو ہوتا ہی تھا، اس میں تو جانا ہی ہوتا تھا۔ باقی گھر میں اپنا ذکر بھی خوب چلتا تھا، باقاعدگی رہی۔ شروع شروع میں مجھے ذکر کرنے میں گھنٹہ لگتا تھا۔ جب طالب تھا تو دو تسبیح ذکر نفی اثبات کر لیتا تھا، باقی یہ درود شریف اور تمام چیزیں ملا کر پورا ایک گھنٹہ لگتا تھا جب بیعت ہو گیا تو پھر اتنا نہیں ہوتا تھا، ایک ہی تسبیح ہوتی تھی، کبھی دو بھی ہو جاتی تھیں۔ وقت اس میں بھی اُتنا ہی لگتا تھا۔ روز کے ذکر میں بھی میں یہ ساری مناجات وغیرہ جو طریقت تو حیدیہ میں لکھی ہوئی ہیں یہ ہمیشہ پڑھتا رہا۔

مجلّہ فلاح آدمیت میں بھی جس قدر لکھ سکتا تھا اپنا حصہ ڈالتا رہا، اب میرا ہاتھ ہی کام نہیں کرتا تو میں کچھ نہیں لکھ سکتا۔ کافی عرصہ سے جب سے یہ بیماری لگی ہے تو میں نے یہ لکھنے کا کام چھوڑ دیا ہے۔ میرا تو دل کرتا ہے کہ جو ہو سکے کرتا رہوں مگر کیا کروں اب لکھ ہی نہیں سکتا۔ بابا جی قبلہ یعقوب صاحب نے بھی مجھے اب لکھنے سے چھٹی دے دی ہے کہ کوئی بات نہیں اب نہ لکھا کرو۔

اچھے دنوں میں میں نماز تو اللہ کے فضل سے مسجد میں ہی پڑھتا رہا۔ کبھی کبھار کوئی بات ہو جاتی تو نماز گھر میں ہی پڑھ لیتا تھا۔ ذکر کا پروگرام سحری کے وقت ہوتا تھا۔ تہجد پڑھنے کے بعد ذکر کرتا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے اس میں لگ جاتے تھے، پھر مسجد میں جا کے باجماعت صبح کی نماز پڑھتا تھا واپس آ جاتے تھے۔ اب میں مسجد نہیں جا سکتا۔ مطالعہ قرآن تقریباً آدھا پارہ روزانہ پڑھتا تھا۔

میرے پاس کافی قرآن مجید پڑے ہوئے تھے۔ جتنا پڑھتا تھا سمجھ آتی تھی کہ کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا، اللہ کا کیا حکم ہے، اس کو کیسے ادا کرنا ہے۔ یہ معاملہ ہو جاتا تھا۔ مطالعہ قرآن پاک میں طریقہ یہ تھا کہ بعض اوقات تین چار رکوع پڑھ لیتا تھا، یا ان سے کچھ زیادہ پڑھتا۔ پھر اس کی تفسیر اور معنی وغیرہ دیکھ لیتا تھا۔ بات یہ ہے کہ جب تک کوئی پڑھانے والا نہ ملے تب تک آپ سے پڑھنا مشکل ہے۔ پڑھ لیتے ہیں، پڑھتے وقت سب سمجھ آتا ہے اس کے بعد آدمی بھول بھال جاتا ہے۔ رمضان میں بھی تھوڑا ہی پڑھتا مگر اسی طرح پڑھتا۔ میرے پاس تفاسیر میں جماعت اسلامی کی تفسیر بھی ہے، دوسری بھی کوئی ہیں۔ اہل حدیث والوں کی بھی تفسیر میرے پاس ہے۔ دوسرے سینوں کی بھی تفسیریں ہیں۔ سب سے اچھی مولانا مودودی صاحبؒ کی تفسیر لگی ہے، دوسری بھی اہل حدیث والوں کی تفاسیر میں بھی بڑے اچھے طریقے سے لکھا ہوا ہے وہ بھی پسند آئی ہیں۔ درود شریف پہلے کافی پڑھتا تھا، آج کل کچھ بیماری کی وجہ سے نرم ہو گیا ہوں ورنہ درود شریف روزانہ ایک ہزار سے اوپر ہی پڑھ لیتا تھا۔ ایک ہی نشست میں ذرا مشکل ہو جاتا تھا۔ تھوڑا تھوڑا ایک سے زیادہ نشستوں میں پڑھتا ہوں۔

اگر میں سلسلہ توحیدیہ میں نہ آتا تو میں پھر کسی اور سلسلے میں بھی نہ ہوتا۔ ویسے ہی ہوتا جیسے عام سے گاؤں دیہات کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس طرف آیا تو الحمدللہ کافی اچھی اچھی چیزیں ہم نے پڑھی ہیں، یاد بھی کی ہیں، ان پر عمل بھی کرتے رہے ہیں۔ دوسری کتب سے بھی ساتھ ساتھ بڑے اچھے اچھے اقتباسات ملتے رہے، انہیں بھی میں پڑھتا رہا۔ کافی کتابیں پڑھی ہیں۔ آج کل حالات مختلف ہیں۔ اب میری صورتحال یہ ہے کہ جو پڑھتا ہوں ان کا پتا بھی نہیں چلتا کہ کیا پڑھا ہے، کیا نہیں پڑھا۔

ایسی بات جس سے مجھے بڑی خوشی، اطمینان، اور مسرت ہو کہ ہاں جی مجھے یہ ملا ہے۔

ہاں جی یہ تو ہے۔ شروع شروع میں جب کچھ پتا نہیں چل رہا تھا تو اس کے بعد ہر وقت خوشی ہی خوشی

ہوتی تھی، کچھ پڑھتے بھی خوشی ہوتی تھی، ذکر اذکار کرتے بھی خوشی ہوتی تھی۔ اس کے بعد دل کو اطمینان ہوتا تھا۔ روحانیت میں مشاہدات کی جو باتیں ہیں اس پر میں یہی کہوں گا کہ مجھے مشاہدات ابھی تک تو نہیں ہوئے، اللہ کرے کہ اس کے بعد کچھ ہو جائے۔ ایک بات ہوئی ہے لیکن وہ میں کسی کو بتاتا نہیں ہوں۔ ایک اچھی بات جو مشاہدات میں سے ہے، وہ نہ میں نے کسی کو بتائی ہے اور نہ میں بتاؤں گا۔ میں نے پکا ارادہ کیا ہوا ہے کہ میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا۔

مرنے کے بعد اجر و مراتب کی تو بات ہی کیا، میں یہ کہتا ہوں کہ جیتے جی بھی سلسلہ میں شمولیت اور سلسلہ کی تعلیمات پر عمل سے بہت سے ایسے فوائد ہیں جو کسی دوسری جماعت میں عام انسان کو حاصل نہیں ہوتے۔ ان باتوں کو بیان کریں تو یہ بیان میں ویسی ہی سادہ ہیں جو عام طور پر سننے کو کہیں بھی مل جاتی ہیں مگر جو یہاں انہیں باتوں میں سے میسر آتا ہے اس کا اصل بیان ممکن نہیں۔ یہ باتیں بیان میں ایک جیسی ہیں مگر حقیقت میں بہت مختلف ہیں۔ انہیں باتوں کے پیش نظر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تعلیمات کے اثر سے جیتے جی بھی پیکج ملے ہوئے ہیں اور مرنے کے بعد بھی ملیں گے۔ جیتے جی اخلاقی لحاظ سے کیا کرتا ہے کہ جس سے اخلاق اچھے ہو جائیں، دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنی، اسلام کے اندر بہت اچھی اچھی چیزیں ہیں جو اسلام بندوں کو سکھاتا ہے۔ ان باتوں اور ایسی دیگر کئی باتوں کا دوسری مسلمان جماعتوں اور سلسلہ توحیدیہ میں فرق ہے۔ دوسرے لوگ جو باعمل ہیں ان میں اور توحیدیوں میں فرق تو ہوتا ہے مگر یہ بیان میں نہیں آ سکتا، صرف عمل سے سمجھا جا سکتا ہے۔

دوسرا جیتے جی پیکج یہ ہے کہ ہمارا سلسلہ اسلام پر چلاتا ہے، ہمارا سلسلہ بھی وہی کہتا ہے کہ جو دوسرے کہتے ہیں، اس کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم اپنی دنیا اور آخرت دونوں سنوار سکتے ہیں۔ ذکر اذکار تو سب سے بڑی چیز ہے جو اگلے جہان میں کام آئے گی۔ اس جہان میں بھی اگر انسان کے اخلاق اچھے ہو جائیں تو جو لوگ انسان کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں تو وہ ان سے اچھے انداز سے

ڈیلنگ کرتے ہیں، وہ بھی اچھے طریقے سے بات کرتا ہے۔ یہ بھی سب سے بڑی بات ہے کہ کسی کی بات کو برداشت کرلینا، کسی کے اخلاق کو اچھا کرلینا تو اللہ کے فضل سے ہمارا یہ سلسلہ جو ہے اس نے ہمیں یہ چیزیں دی ہیں۔

سلسلہ تو حید یہ روحانی سلسلہ ہے۔ اللہ کے فضل سے اس میں میرے ساتھ بھی ایسی باتیں ہوئیں ہیں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ، اللہ کے خاص فضل سے میں بہت مطمئن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی بات مجھے عطا کی ہے جو میں آپ کو نہیں بتا سکتا اس کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے سلسلہ کی وجہ سے ہی یہ ہوا ہے جو کچھ ہوا ہے۔

جہاں تک سرکار دو عالم ﷺ کی طرف ہمارے تعلق کی بات ہے تو اللہ کے فضل سے یہ بھی خاص ہے۔ میں کیا کہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا دیدار کرایا ہے۔ بس یہ سب اللہ کی کرم نوازی ہے، سب اسی کے فضل اور کرم نوازی سے ہوتا ہے ورنہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔

عام بھائیوں تک میں یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ تو حیدی بھائی ماشاءاللہ اچھے ہیں، اپنا ذکراذکار کرتے ہیں۔ سب سے بابا جی بھی یہی کہتے ہیں اور قبلہ ڈار صاحب بھی یہی کہتے تھے کہ اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ۔ اخلاق اچھے بنانا یہ مشکل بات ہے۔ اس میں خاصی محنت کرنا پڑتی ہے۔ کافی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے بھائی ماشاءاللہ اچھے ہیں مگر میں یہ کہوں گا کہ ہم سب اخلاقی اعتبار سے اچھے ہوں۔ اپنے اخلاق میں ہمیشہ بہتری لاتے رہیں، اس میں اچھے ہوتے رہیں، اب بھی بہت اچھے ہیں، مگر مزید اچھے ہوں۔

اپنے آپ کو پہچان!

(امام غزالیؒ)

فصل: یہ سب کچھ جو بیان ہوا جو کوئی اسے نہ جانے گا نبوت کی حقیقت اچھی طرح نہ پہچان سکے گا،صرف گفت وشنید سے کچھ جانے گا۔اس لیے کہ نبوت ولایت آدمی کے دل کے بڑے درجات میں سے ایک درجہ ہے اوراس درجہ سے تین خاصیتیں حاصل ہوتی ہیں۔ایک یہ کہ جو حال عوام پر خواب میں کھلتا ہے،اس درجہ والے پر جاگتے میں کھل جاتا ہے۔دوسری یہ کہ عوامل کے نفس فقط ان کے بدن میں ہی اثر کرتے ہیں اوراس درجہ والے کا نفس ان چیزوں میں جو اس کے بدن کے باہر ہیں اس طرح اثر کرتا ہے کہ اس میں خلق کا بناؤ ہو بگاڑ نہ ہو۔تیسری یہ کہ عوام الناس کو جو علوم سیکھنے سے آتے ہیں،اس درجہ والے کو بے سیکھے اپنے دل سے آجاتے ہیں۔تو یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے،وہ بہت یا سب علوم خود بخود جان جائے،اور ایسے علوم کو علم لدنی کہتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْما. (سورۃ الکھف ۱۸۔آیت ۶۵)

(اور سکھایا ہم نے اسے اپنے پاس سے ایک علم۔)

جس شخص کو یہ تینوں خاصیتیں حاصل ہوں وہ پیغمبران بزرگ یا اولیائے کرام سے ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک خاصیت ہے اس کو بھی یہ درجہ حاصل ہے۔اور ہر ایک میں بھی بڑا فرق ہے۔اس لیے کہ کسی کو ہر ایک میں سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے،اور کسی کو بہت اور رسول مقبول ﷺ کو اس وجہ سے کمال حاصل تھا کہ آپ ﷺ کو تینوں خاصیتیں تمام وکمال حاصل تھیں۔ جب خدا نے چاہا کہ مخلوق کو آنحضرت ﷺ کی نبوت کا حال بتائے تاکہ سب آنحضرت ﷺ کی اتباع وپیروی کریں اور اپنی سعادت کی راہ سیکھیں تو ان تینوں خاصیتوں میں سے ہر ایک کا شائبہ ان کو

عنایت کیا۔ایک سے خواب دکھایا، دوسری سے خلق کی سمجھ سیدھی کر دی، تیسری سے ان کے دلوں کو درست کر دیا اور یہ ممکن نہیں کہ آدمی ایسی چیز پر ایمان لائے جس کی جنس اس کے دل میں موجود نہ ہو۔اس لئے کہ جس چیز کا شائبہ آدمی میں نہ ہوگا اس چیز کی صورت اس کی سمجھ میں نہ آئے گی، اسی لئے حقیقت الٰہیہ کما حقہ ' کوئی نہیں پہچان سکا۔صرف خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل دراز ہے۔'معانی اسماءاللہ' کتاب میں ہم نے کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ یہ تفصیل بیان کی ہے۔غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہیں کہ اولیاء انبیاء کے لئے ان تینوں خاصیتوں کے سوا اور خاصیتیں بھی ہوں کہ ہم میں ان کا شائبہ نہ ہو۔اس وجہ سے ہم انہیں نہ جانتے ہوں اور جیسا ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کے سوا خدا کو کوئی پوری طرح نہیں پہچانتا، اسی طرح ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول کو بھی کوئی پوری طرح نہیں پہچانتا۔مگر وہی رسول یا جو اس سے مرتبہ میں زیادہ ہو۔آدمیوں میں پیغمبر کی شان پیغمبر ہی جانتا ہے۔ہمیں اس سے زیادہ معلوم نہیں اس لیے کہ لوگ اگر ہم سے یہ ذکر کرتے ہیں کہ کوئی شخص گر پڑتا اور بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے، نہ یہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا، اور جب دیکھنے سننے والا ہوتا ہے تو اپنا یہ حال بھی نہیں جان سکتا۔اگر ہمیں خود نیند کی کیفیت معلوم نہ ہوتی تو ہم لوگوں کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اس لیے کہ آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اس پر یقین نہیں کرتا۔اور اسی لیے حق تعالیٰ نے فرمایا:

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ . (سورۃ یونس ۱۰۔آیت ۳۹)

(بلکہ جھٹلانے لگے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی تک اس کی حقیقت نہیں پائی۔)

اور فرمایا ہے:

وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ. (سورۃ الاحقاف ۴۶۔آیت ۱۱)

(اور جب راہ پر نہیں آئے اس کے بتانے سے اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے مدت کا۔)

اے عزیز! اس بات پر تعجب نہ کر کہ اولیا ءانبیاء میں ایسی کوئی صفت ہو کہ جس کی کسی کو خبر نہ ہو۔اور انہیں اس صفت کے سبب سے عمدہ لذتیں اور حالتیں حاصل ہوں۔اس لیے کہ تو دیکھتا ہے

کہ جس کو شعر کا ذوق نہیں گانے سے بھی اسے لطف نہیں آتا۔ اگر کوئی چاہے کہ اس بے ذوق کو شعر کے معنی سمجھا دے تو کوشش کے باوجود نہیں سمجھا سکتا کہ اسے شعر کی کچھ خبر نہیں اسی طرح انسان رنگت اور دیدار کی لذت کے معنی نہیں سمجھ سکتا۔ خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نہ کر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے اور اس سے پہلے اس کی کسی کو خبر نہ ہو۔

فصل: اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا ہے اس سے تجھے اصل آدمی کی بندگی معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفیوں کی راہ کیا ہے۔ یہ جو تو نے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہیں کہ علم اس راہ میں رکاوٹ ہے اور ممکن ہے کہ تو نے اس سے انکار کیا ہو تو یہ انکار درست نہیں۔ صوفیوں کا کہنا ٹھیک ہے۔ اس لیے کہ اگر محسوسات کے علم کے ساتھ مشغول رہے گا تو یہ شغل اس حال سے پردہ اور حجاب بنا رہے گا اور دل حوض کی طرح ہے اور حواس گویا پانچ نہریں ہیں کہ ان سے حوض میں پانی جاتا ہے۔ اگر تجھے منظور ہو کہ حوض کی تہہ سے صاف پانی نکلے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض میں ہے اور اس پانی کے سبب جو کیچڑ ہو گئی ہے، اسے حوض سے نکال دے اور سب نہروں کا راستہ بند کر کہ حوض میں باہر کا پانی نہ آنے پائے۔ اور حوض کی تہہ کو کھود کہ صاف پانی اس کے اندر سے نکلے اور حوض جب تک باہر کے پانی سے بھرا رہے گا ممکن نہیں کہ اس کی تہہ سے پانی نکل سکے۔ اسی طرح باہر والے علم سے جب تک دل خالی نہ ہو جائے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے پیدا ہوتا ہے، نہ پیدا ہوگا۔ ہاں عالم اگر اپنے آپ کو سیکھے ہوئے علم سے خالی کر ڈالے اور اس کے ساتھ مشغول نہ رہے تو وہ علم جس سے اپنے آپ کو خالی کیا ہے، حجاب نہ ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ اس عالم کو کشف بھی حاصل ہو۔ اسی طرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کر دے تو وہ خیالات جن سے دل خالی کیا ہے اسے حجاب نہ ہوں گے۔ حجاب کا باعث یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے لیے جیسا چاہا ان کی دلیل سیکھیں اور اپنے آپ کو بالکل اسی کا کر دیا۔ اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہیں تو جب اس کے دل میں کچھ آئے گا یہی کہے گا کہ جو میں نے سیکھا ہے یہ اس کے خلاف ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

ایسے شخص کو کاموں کی حقیقت کا معلوم ہونا ممکن نہیں ۔اس لیے کہ جو اعتقاد عوام لوگوں کو سکھاتے ہیں وہ حقیقت کا ڈھانچہ ہے ۔اصل حقیقت اور پوری معرفت یہ ہے کہ حقیقتیں ڈھانچے سے ایسی ممتاز ہو جائیں جیسے ہڈی سے گودا۔

اے عزیز تو جان کہ جو علم اعتقاد کی تائید کے لئے مناظرے کا طریقہ سکھاتا ہے، اسے کچھ حقیقت منکشف نہیں ہوتی ۔ جب وہ یہ سمجھا کہ سب علم میں ہی جانتا ہوں تو یہ سمجھ اس کا حجاب بن جاتی ہے اور چونکہ یہ سمجھ اس پر غالب ہوتی ہے جس نے کچھ تھوڑا سا علم سیکھا ہوتا ہے تو غالباً ایسے لوگ اس درجے سے محروم و محجوب رہتے ہیں اور جو عالم اس سمجھ کو دور کردے اس کا علم حجاب نہ ہوگا بلکہ یہ کشف اسے جب حاصل ہوگا تو اس کا درجہ کامل ہوگا ۔اور اس کی راہ اس شخص سے بہت بے خطر اور سیدھی ہوگی جس کا قدم علم میں پہلے سے مضبوط نہ ہوا ۔اور شاید مدت تک خیال باطل میں پھنسا رہا ہو ۔اور تھوڑا سا شائبہ بھی اس کے لئے رکاوٹ بن جائے ۔اور علام اس خطرے سے بے خوف ہو جاتا ہے ۔اے عزیز! اگر کسی صاحب کشف سے تو یہ سنے کہ علم رکاوٹ ہے تو چاہئے کہ اس بات کے معنی سمجھے اس کا انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والے نفس پرور، بے بہرہ لوگ جو اس زمانے میں پیدا ہوئے انہیں ہرگز یہ حال حاصل نہیں ۔جاہل صوفیوں کی گھڑی ہوئی کچھ واہیات باتیں سیکھ لی ہیں ۔اور ان لوگوں کا یہ شغل ہے کہ تمام دن اپنے آپ کو دھوتے ہیں ۔لنگی گدڑی، جانماز سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے علم اور علماء کی مذمت کرتے ہیں ۔یہ لوگ مار ڈالنے کے قابل ہیں ۔اس لیے کہ یہ لوگ آدمیوں کے شیطان اور خدا اور رسول ﷺ کے دشمن ہیں ۔کہ خدا اور رسول ﷺ نے تو علم اور علماء کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم سیکھنے کی دعوت دی ہے ۔یہ بدصفت جب صاحب علم نہیں اور علم بھی حاصل نہیں کیا ہوا تو ایسی بات یعنی علم، اور علماء کو برا کہنا اسے کب درست ہے ۔اور اس بدصفت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اس لئے کہ اس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور جب سونے کا خزانہ اس کے سامنے رکھیں تو اس پر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام آتا اور کیا حقیقت رکھتا ہے ۔کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور

سونا نہ لے۔اور کیمیا اس نے نہ دیکھی ہے اور نہ کیمیا کو جانتا ہے۔ایسا شخص بد بخت، مفلس اور بھوکا رہتا ہے۔اور اتنی بات کی خوشی میں کہ میں نے، آپ نے یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے، خوش ہوتا اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتا ہے۔اور انبیاء و اولیاء کا کشف تو کیمیا کی مانند ہے اور عالموں کا علم سونے کی مثل ہے۔اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر ہر طرح سے فوقیت حاصل ہے۔لیکن یہاں پر ایک اور نقطہ ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اس سے سونے کے سو دینار سے زیادہ حاصل نہیں ہو سکتے تو ایسے شخص کو اس شخص پر کچھ فضیلت نہیں جس کے پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہوں اور جیسا کہ کیمیا کی کتابیں اور باتیں اور تلاش کرنے والے بہت ہیں اس زمانے میں اس کی حقیقت کمیاب ہے، اکثر ڈھونڈنے والے دغا کھاتے ہیں۔صوفیوں کا حال بھی ایسا ہی ہے۔اصل صوفی پن ان لوگوں میں نہیں۔اگر ہے تو تھوڑا ہے۔اور یہ بات نادر ہے کہ کمال کو پہنچے تو جاننا چاہئے کہ جس شخص کو صوفیائے کرام کا تھوڑا سا حال معلوم ہوا ہے۔ہر عالم پر فضیلت نہیں کیونکہ ان میں سے بہت سوں کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع میں کچھ خلل ظاہر ہوتا ہے۔اس وقت اس درجہ سے گر پڑتے ہیں اور کامل نہیں ہوتے۔اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ سوداء اور خیال خام ان پر غالب ہوتا ہے۔اور اس کی کچھ اصل نہیں ہوتی اور وہ اسے حق اور مستحکم کام سمجھتے ہیں اور وہ ایسا نہیں ہوتا۔اور جیسا کہ خواب میں اصل اور خیالات و واہیات دونوں ہوتے ہیں۔اسی طرح اس حال میں بھی ہوتے ہیں بلکہ عالموں پر اس صوفی کو فضیلت ہے جو اس میں ایسا کامل ہو چکا ہو کہ جو علم دین سے تعلق رکھتا ہے۔اور اوروں کو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے صوفی بے سیکھے اس علم کو جان لے۔اور یہ امر نہایت نادر ہے تو اے عزیز چاہئے کہ تو تصوف کی اصل راہ اور صوفیائے کرام کی بزرگی پر ایمان لائے اور اس زمانے کے صوفیوں کے سبب سے ان اصلی صوفیائے کرام سے بد اعتقاد نہ ہو اور ان میں سے جو علم اور علماء پر طعن کرتا ہے۔اسے سمجھ جانا چاہئے کہ نادانی سے ایسا کرتا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ

(مبحث اول: تکلیف شرعی اور جزا و سزا کے بیان میں)

(عربی: شاہ ولی اللہ، ترجمہ: مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد)

باب ۳: ملاء اعلیٰ کے ذکر میں:

فرمایا خدا تعالےٰ نے کہ عرش اور اُن چیزوں کو جو اس کے آس پاس ہیں اُٹھائے ہوئے ہیں، خدا کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں، اُس پر یقین رکھتے ہیں، مسلمانوں کے لئے مغفرت چاہتے ہیں کہ اے پروردگار تیری رحمت تیرا علم ہر چیز پر پھیلا ہوا ہے۔ پس اُن لوگوں کی مغفرت کر جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی اور تیرا ہی کی اور دوزخ کے عذاب سے ان کو نجات دے اور اے پروردگار ان کو اور ان کے باپ دادوں بیویوں اولاد میں سے ان کو جو نیک ہوں جنتوں میں داخل کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ بے شک تو غالب حکمت والا ہے اور ان کو برائیوں سے محفوظ رکھ اُس روز جس کو تو نے برائیوں سے محفوظ رکھا بے شک اس پر تو نے بڑا رحم کیا اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ آسمان پر کسی حکم کو پورا کرنا چاہتا ہے تو فرشتے خدا کے قول کی فرمانبرداری کے سبب سے اپنے پر مارتے ہیں اور خدا کا قول ایسا ہوتا ہے جیسے کہ چکنے پتھر پر صفوان (ایسی آواز جس کا بجنا کانوں کو اولاً محسوس ہوتا ہے اور اس کو قرار نہیں ہوتا یہاں تک کہ بعد کو وہ سمجھ میں آجاتی ہے۔) جب ان کے دلوں پر سے خوف دور ہو جاتا ہے تو باہم وہ کہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا کہا۔ وہ جواب دیتے ہیں حق بات کہی ہے وہ بڑا اور برتر ہے۔

اور ایک روایت میں ہے جب کسی حکم کو پورا کرتا ہے تو حاملین عرش فرشتے تسبیح کرتے ہیں، ان کے بعد جو فرشتے آسمان پر اُن کے قریب ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ شدہ شدہ وہ تسبیح کی خبر اُن

فرشتوں تک پہنچتی ہے جو ورلے آسمان پر ہیں اُس کے بعد جو فرشتے حاملین عرش کے قریب ہوتے ہیں ، حاملین سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا کہا وہ اس مقولہ کی اُن کو خبر دیتے ہیں علیٰ ہذا ایک آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان کے فرشتوں سے پوچھتے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس اخیر آسمان کے رہنے والوں کو خبر پہنچ جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رات کو اُٹھ کر وضو کیا، نماز پڑھی، جتنی میرے لئے مقدر تھی، نماز پڑھتے پڑھتے مجھ کو خواب آ گئی جب خواب خوب گراں ہو گئی تو میں نے ایک نہایت عمدہ صورت میں اپنے پروردگار کو پایا، اُس نے فرمایا: اے محمد ﷺ۔ میں نے کہا: لبیک میرے پروردگار۔ فرمایا کہ ملاء اعلیٰ میں کس بات پر نزاع ہوتا ہے؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ ایسے ہی تین بار فرمایا۔ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے بیچ میں رکھا حتیٰ کہ میں نے اُس کی انگلیوں کی خنکی کا اثر اپنے دو پستانوں کے بیچ میں پایا۔ اُس وقت سب چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں اور میں نے اُس کا جواب بھی معلوم کر لیا۔ اُس نے فرمایا: اے محمد ﷺ۔ میں نے عرض کیا: لبیک میرے پروردگار۔ فرمایا کہ ملاء اعلیٰ میں کس بات پر نزاع ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: کفارات پر۔ فرمایا: کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: پیادہ پا نماز کی جماعتوں کے شوق میں چلنا۔ نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھے رہنا۔ ناگوار حالتوں میں وضو کو پورا کرنا۔ پھر فرمایا اور کس چیز میں؟ میں نے عرض کیا: درجات میں۔ فرمایا: درجات کیا؟ میں نے عرض کیا: کھانا کھلانا، نرم کلامی، شب کی نماز کو اُس وقت میں کہ سب لوگ سو رہے ہوں ادا کرنا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب خدا اپنے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو جبرائیلؑ کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُس کو دوست رکھ۔ جبرائیلؑ بھی اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں اور آسمان پر ندا کرتے ہیں کہ خدا فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ اس لئے آسمان والے سب اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین پر بھی وہ مقبول ہو جاتا ہے اور ایسے ہی جب کسی بندہ کو وہ برا جانتا ہے تو جبرائیلؑ کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے بغض

رکھتا ہوں تو بھی اُس سے بغض رکھ۔حضرت جبرائیل بھی اس سے بغض کرنے لگتے ہیں اور آسمان پر ندا کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص سے خدا بغض کرتا ہے تم بھی اُس سے بغض رکھو، سب اُس سے بغض کرنے لگتے ہیں اور زمین پر اس کے لئے بغض پھیل جاتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم میں سے کوئی اُس جگہ رہتا ہے جہاں نماز پڑھی تھی فرشتے تم پر اُس وقت تک برابر درود بھیجتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحمت کر اس کی مغفرت کر اُس کی توبہ قبول کر۔ **مالم یؤ مر فیه مالم یحدث فیه.**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی روز ایسا نہیں ہے جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر یہ کہ دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔اُن میں سے ایک یہ کہتا ہے: بار خدایا فیاض کو عوض جلد عطا کر اور ممسک کا اجر کھودے۔

جاننا چاہئے کہ شرع میں یہ ثابت ہے کہ خدا کے بندوں میں سے بزرگ فرشتے بھی ہیں جو بارگاہ خداوندی میں مقرب ہیں جو شخص اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے اور اُس کو مہذب کر لیتا ہے، لوگوں کی اصلاح میں کوشش کرتا رہتا ہے تو فرشتے ہمیشہ اُس کے لئے دعا مانگتے ہیں جس کے اثر سے اُن لوگوں پر برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ایسے ہی جو خدا کی نافرمانی کر کے فساد ڈالنے میں کوشش کرتا رہتا ہے اُس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اس لعنت کے اثر سے اُس مفلس کے دل میں ندامت اور افسوس پیدا ہوتا ہے اور اسی لعنت کے اثر سے ملاء سافل کے دلوں پر اس کا الہام ہوتا ہے کہ اس بدکار سے تعلق نہ رکھیں اور دنیا میں یا بعد مرنے کے اُس کو برائی پہنچائیں اور فرشتوں کے لئے بہت سی خدمتیں مفوض ہیں۔اُن کی یہ بھی خدمت ہے کہ خدا اور بندوں کے بیچ میں ایلچی ہوتے ہیں۔لوگوں کے دلوں میں نیک الہام ڈالتے رہتے ہیں یعنی کسی نہ کسی وجہ سے نیک خطرات لوگوں کے دلوں میں اُن سے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جس طرح خدا کو منظور ہوتا ہے اور جہاں منظور ہوتا ہے خدا اُن کو جمع کرتا ہے اس اعتبار سے اُن کو رفیق اعلے اور مجلس اعلے اور ملاء اعلیٰ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور آدمیوں سے بھی بعض جنکی روحیں بہت بزرگ ہیں فرشتوں میں شامل ہو جاتے ہیں

اورانہی میں مل جاتی ہیں جیسے خدا تعالٰے نے فرمایا ہے کہ اے مطمئن روح تو اپنے پروردگار کی طرف خوشی خوشی لوٹ آ اور میرے بندوں میں داخل ہو میری جنت میں آ جا۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا کہ وہ فرشتہ کی صورت میں معہ دو پروں کے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں اور وہیں ملاء اعلیٰ میں احکام الٰہی کا نزول بھی ہوتا ہے اور جس امر کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے " کہ اُس میں سب مضبوط کام جدا کئے جاتے ہیں " وہ وہیں قرار پاتا ہے۔ اور کسی نہ کسی وجہ سے تمام شرائع کا تقرر بھی وہیں ہوتا ہے۔

اور جاننا چاہئے کہ ملاء اعلیٰ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم ایسی ہے کہ خدا نے یہ جان کر کہ نیکی کا انتظام اُن پر موقوف ہے ایسے نورانی اجسام پیدا کئے جو کہ حضرت موسیٰ کی آگ کی مانند ہیں پھر اُن جسموں میں بزرگ روحیں پھونک دیں۔ ایک قسم ایسی ہے کہ کبھی کبھی عناصر سے لطیف بخارات صعود کرتے ہیں اور اُن سے ایسا مزاج پیدا ہو جاتا ہے جو اُس کے قابل ہوتا ہے کہ اُن پر ایسے بلند نفوس کا فیضان کیا جاوے جن میں بہیمی میل و چرک کے ترک کرنے کا بڑا ملکہ ہوتا ہے اور ایک قسم نفوس انسان میں سے ہوتی ہے جن کو ملا ءاعلیٰ سے قرب ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ نجات دہ اعمال کو عمل میں لاتے ہیں حتیٰ کہ اُن میں ہی شامل ہو جاتے ہیں۔ اپنے بدنوں کی چادریں اتار کر اُنہیں میں منسلک ہو جاتے ہیں اور منجملہ اُن کے شمار کئے جاتے ہیں اور ملاء اعلیٰ کی حالت یہ ہوتی ہے کہ نہایت خوض و محویت سے وہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ کسی چیز کا میلان ان کو اس توجہ سے نہیں روک سکتا ہے اور یہی معنی ہیں اس قول خداوندی کے کہ وہ اپنے پروردگار کی حمد سے خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور خدا پر یقین رکھتے ہیں۔

اُن کے دلوں میں اپنے پروردگار کی طرف سے یہ ڈالا جاتا ہے کہ فلاں عمدہ انتظام پسندیدہ ہے اور اُس کے مخالف ناپسندیدہ ہے۔ اس کی وجہ سے جود الٰہی کا ظہور ہوتا ہے اور یہی مراد ہے اس خدا کے قول سے کہ وہ ایمان والوں کے لئے مغفرت کے خواستگار رہتے ہیں اور ملا ءاعلیٰ میں جو نہایت مرتبہ والے ہیں اُن کے انوار کبھی یکجا جمع ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے میں اُس روح کی

صورت میں داخل ہو جاتے جس کا کہ آنحضرت ﷺ نے ذکر فرمایا کہ اُس کی منہ اور زبانیں بکثرت ہوتی ہیں۔اُس وقت وہ سب مل ملا کر گویا ایک شے ہو جاتے ہیں اور اُسی کا نام خطیرۃ القدس ہے۔ اور بارہا خطیرۃ القدس میں اس پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ معاش اور معاد کے صدموں سے لوگوں کو نجات دینے کا کوئی ذریعہ اس طرح قائم کرنا چاہئے کہ مخلوق الٰہی میں اُس شخص کو جو اُس زمانہ میں نہایت ذکی النفس ہو مضبوط کرنا چاہئے اُس کے حکم کو لوگوں میں جاری کرنا چاہئے ،اس اتفاق کا یہ اثر ہوتا ہے کہ منور لوگوں کے دل میں اس کا الہام کیا جاتا ہے کہ اُس شخص کے اتباع پر کمر بستہ ہوں اور ایسے گروہ بنیں جو لوگوں کی رہبری اور نفع رسانی کے لئے باہر نکلیں۔

اسی اتفاق کے اثر سے ایسے ایسے علوم لوگوں کے دلوں میں منقش ہوتے ہیں جن میں اقوام کی درستی اور سراسر اُن کی ہدایت ہوتی ہے۔یہ الہام کبھی بذریعہ وحی ہوتا ہے کبھی خواب میں کبھی ہاتف غیب کے ذریعہ سے،ایسے ذکی النفس کے سامنے وہ خطیرۃ القدس والے فرشتے کبھی کبھی سامنے ظاہر ہو کر گفتگو بھی کرتے ہیں۔یہ اتفاق اس شخص کے احباب کی امداد کا باعث ہوتا ہے۔ہر ایک ناکامی سے اُن کو قریب کر دیتا ہے اور خدا کے راستہ سے روکنے والوں پر لعنت ہوتی ہے۔ہر قسم کے رنج و تکلیف میں وہ گرفتار کئے جاتے ہیں یہی نبوت کے لئے اصل الاصول ہے۔

جب دائمی طور پر ان کا اتفاق ہوتا ہے تو تائید روح القدس اُس کو کہتے ہیں یہ تائید ایسی ایسی برکتوں کا ثمرہ ہوتی ہے کہ عادۃً ویسی برکتیں ظہور میں نہیں آتیں۔اسی کا نام معجزات ہے۔اور ان ملاء اعلیٰ سے کم درجہ کے نفوس اور بھی ہوتے ہیں جن کے فیضان سے لطیف بخارات میں ایک ایسا معتدل مزاج پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ سعادت میں ملاء اعلیٰ تک نہیں پہنچتا تاہم اُن میں اتنی کمالیت ہوتی ہے کہ وہ فراغ کی حالت میں اس انتظار میں رہتے ہیں کہ اوپر سے اُن پر کیا مترشح ہوتا ہے جب ہی کہ قابل کی استعداد اور فاعل کی تاثیر کے اندازہ کے موافق کوئی بوچھاڑ اُن پر پڑتی ہے۔ وہ اُن فوقانی امور کی طرف ایسی ہی آمادگی ظاہر کرتے ہیں جیسے کہ پرند اور چارپائے طبعی اسباب کی تحریک سے آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔وہ اس حالت میں اپنے تمام نفسانی امور سے علیحدہ اور فوقانی

الہام میں ثابت اور قائم رہتے ہیں۔لوگوں اور بہایم کے دلوں پر ان کا اثر ہوتا ہے۔اُن کے ارادے اور نفسانی باتیں انہیں امور کی طرف پھر جاتے ہیں جو مقصود کے مطابق ہوں۔بعض بعض اشیاء میں ان کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اُن کی طبعی حرکات چند در چند کر دیتے ہیں یا ان میں تبدیلیاں پیدا کر دیتے ہیں جیسے کہ کوئی پتھر لڑھکایا جاوے تو اُس وقت اُس پر فرشتہ اپنا اثر ڈالتا ہے اور زمین پر مافوق العادة وہ لڑھکتا ہے۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ صیاد نہر میں دام پھینکتا ہے اور فرشتوں کی فوجیں ایک مچھلی کے دل میں الہام کرتی ہیں کہ دریا کے اندر گھس جاؤ اور دوسرے سے بھاگ جانے کا۔ایک کو رسی پکڑ لینے اور ایک کو رسی چھوڑ دینے کا۔مچھلی کچھ نہیں جانتی کہ میں یہ کیا کرتی ہوں لیکن صرف الہام کے تابع رہتی ہے۔اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو فریق لڑتے ہوتے ہیں۔اُس وقت فرشتے آکر ایک فریق کے دل میں گفتگو سے حسب مقام خیالات سے شجاعت کی خوبی پیدا کر دیتے ہیں، غلبہ کے ذریعوں کا الہام کرتے ہیں، تیراندازی وغیرہ میں ان کی مدد کرتے ہیں اور مخالفین میں ان امور کے خلاف کو پسندیدہ بنا دیتے ہیں۔یہ تدبیر اس لئے ہوتی ہے کہ جس امر کا ہونا مقدر ہے وہ طے ہو جاوے۔

کبھی اُن کے دلوں پر اس کا ترشح ہوتا ہے کہ کسی نفس کو آرام پہنچایا جاوے۔کسی کو تکلیف دی جاوے۔اس میں وہ نہایت سرگرمی کرتے ہیں اور ہر ایک طریقہ سے اُس کو پورا کرتے ہیں۔اور ان ملاءاعلیٰ کے مقابلہ میں اور قسم کے وجود ہیں جن میں ہلکا پن بے چینی ہوتی ہے۔ایسی فکریں اُن سے سرزد ہوتی ہیں جو نیکی کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔وہ تاریک بخارات کے سڑ جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔یہ شیاطین ہیں جن کی کوششیں ہمیشہ فرشتوں کی کوششوں کے خلاف ہوتی ہیں۔واللہ اعلم۔

باب ۴: خدا کے اُس طریقہ کے بیان میں جس کا اس قول الٰہی میں بیان ہوا ہے۔وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۔خدا کے طریقہ میں تو کوئی تبدیلی نہ پاوے گا۔

جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے بعض افعال ان قوتوں کے ہونے پر کسی نہ کسی طریقہ سے مرتب ہوتے ہیں جو کہ اس عالم میں ودیعت رکھی گئی ہیں۔نقل اور عقل دونوں سے اس کی شہادت ملتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو مشت خاک سے جس کو تمام زمین

سے لیا تھا پیدا کیا۔اس لئے آدمی اُسی اندازہ زمین کی وجہ سے بعض سرخ رنگ بعض سپید رنگ بعض سیاہ رنگ اوران رنگوں کے درمیان اور بعض نرم طبع ،بعض سنگدل ،بعض ناپاک سیرت ،بعض پاکیزہ نفس پیدا ہوتے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن اسلام نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ بچہ کو باپ یا ماں سے مشابہ ہونے کا کیا سبب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرد کا پانی جب عورت کے پانی سے پہلے سبقت کرتا ہےتو وہ مرد کے شبیہ ہو جاتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی سے پہلے پہنچ جاتا ہے وہ عورت کے شبیہ ہو جاتا ہے۔

میں کسی کو نہیں دیکھتا کہ اس میں شبہ کرے کہ مر جانے کو تلوار مارنے یا زہر کھانے کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اور رحم میں بچہ کی پیدائش منی گرنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔دانوں اور درختوں کی پیدائش تخم ریزی درخت لگانے آب رسانی کے بعد ہوا کرتی ہے۔

اسی اطاعت اور قدرت کی وجہ سے آدمی مکلّف بنایا گیا ہے،مامور کیا گیا ہے اور برائیوں سے بچایا گیا ہے اپنے اعمال پر جزا وسزا دیا جاتا ہے۔

یہ قوتیں جن پر خدا کے افعال جاری ہوتے ہیں مختلف قسم کی ہیں بعض اُن میں سے عناصر کی خاصیتیں اور طبیعتیں ہیں اور بعض اُن میں سے وہ احکام ہیں جن کو خدا تعالٰی نے ہر ایک صورۃ نوعیہ کی فطرت میں ودیعت رکھا ہے،بعض ان میں سے عالم مثال اور اُس وجود کے حالات ہیں جن کا تقرر زمین میں آنے سے پہلے ہو چکتا ہے اور بعض ان میں سے ملاء اعلیٰ کی دعائیں یا بددعائیں ہیں۔جن کو وہ اُن لوگوں کے لئے نہایت کوشش واہتمام سے مانگتے ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو مہذب بنایا ہے اور اپنی قوتوں کی اصلاح میں بڑی کوشش کی ہے اوران کے مخالفین پر ہوا کرتی ہیں۔

اور منجملہ ان کے احکام شریعت ہیں جو لوگوں پر مقرر کی گئی ہیں۔بعض امور واجب کئے گئے ہیں اور بعض حرام۔یہ احکام بھی بجا آوری کرنے والے کے لئے موجب ثواب ہیں اور نافرمانی کرنے والوں کے لئے باعث عذاب اور اُن میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ خدا تعالٰی کسی شے کو

مقرر کرتا ہے تو عادت الٰہی کے موافق یہ شے دوسری چیز کو لازم ہوا کرتی ہے تو اس شے کا اثر اُس دوسری شے تک پہنچتا ہے۔اس لئے کہ اس انتظام لزوم کا درہم برہم کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب خدا کسی بندے کے لئے کسی جگہ مرنا مقدر کرتا ہے تو وہاں پہنچنے کی اُس کے لئے کوئی نہ کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔یہ سب امور ایسے ہیں کہ اخبار سے معلوم ہوئے ہیں اور عقل کی ضرورت نے اُن کو ضروری قرار دیا ہے۔

اور جاننا چاہئے کہ جب ایسے اسباب مختلف طور پر جمع ہوں جن پر کہ عادۃً حکم الٰہی مرتب ہوا کرتا ہے اور ان اسباب کے آثار بتمامہا جمع نہ ہوں تو اُس وقت مقتضائے حکمت یہ ہے کہ ایسے امر کا لحاظ کریں جو خیر محض سے زیادہ ملتا ہوا ہو۔اُسی کا نام اس قول رسالت میں میزان رکھا گیا ہے کہ خدا کے ہاتھ میں میزان ہے وہ کبھی اُس کا پلہ اُٹھا دیتا ہے کبھی جھکا دیتا ہے اور خدا کے قول میں شان کے لفظ سے بھی مراد ہے کہ خدا ہر روز ایک خاص شان میں ہوتا ہے اور ترجیح کے وجوہ مختلف ہوتے ہیں کبھی اسباب کے لحاظ سے ہوا کرتی ہے کہ سب سببوں میں سے کون سا سبب زیادہ قوی ہے۔کبھی اُن اثروں کے لحاظ سے ہوتی ہے جو اُن اسباب پر مرتب ہوا کرتی ہیں کہ اُن سب میں زیادہ نفع کے قابل کون ہے اور کبھی باب تدبیر پر باب خلق کے مقدم ہونے سے ہوتی ہے۔اور ایسے ہی ایسے وجوہ اور ہوا کرتے ہیں۔

بہرحال اگرچہ ہمارا علم یہ معلوم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ ہم سب اسباب کو احاطہ کرسکیں اور جب اسباب میں تعارض ہو تو یہ معلوم کرسکیں کہ اُن میں سے زیادہ قابل استحقاق کون سا ہے لیکن تاہم یہ ہم کو قطعاً معلوم ہوا ہے کہ جو چیز موجود ہوتی ہے وہ موجود ہونے کے لائق ہوتی ہے جو شخص ہمارے مذکورہ بالا تقریر کو پختگی سے سمجھ لے گا وہ اکثر اشکالات کے الجھن سے نکل جائیگا۔

باقی رہیں وہ تاثیریں جو ستاروں کی ہیئتوں کے متعلق ہیں اُن میں سے بعض تو ضروری ہیں جیسے گرمی وسردی کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا،دن کا گھٹنا بڑھنا،آفتاب کی حرکتوں کے اختلاف سے اور جیسے چاند کی حالتوں کی تبدیلی سے دریا میں جذر و مد کا ہونا۔حدیث میں وارد ہے کہ جب ثریا

طلوع کرے گا، آفات برپا ہو جائیں گی یعنی بلحاظ عادت کے لیکن فقیری، تونگری، خشک سالی، سرسبزی اور تمام انسانی حادثوں کا ستاروں کے حرکات سے پیدا ہونے کا ثبوت شرع سے کچھ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان امور میں خوض کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جس نے نجوم کا کوئی حصہ سیکھا تو گویا اُس نے جادو کا حصہ سیکھا اور اُس عرب کے قول سے کہ ہم پر فلاں ستارہ سے بارش ہوئی آپ ﷺ نے بہت تشدد فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شریعت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خدا نے ایسی تاثیریں اور خاصیتیں پیدا نہیں کی ہیں جن سے اس عالم میں ہوا وغیرہ کے ذریعہ سے جو لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے حوادث پیدا ہوں۔

تم کو خوب معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کہانت سے منع فرمایا ہے جس میں جنوں کی جانب سے خبر دی جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جو کاہن کے پاس جا کر اُس کو سچا جانے اُس سے میں علیحدہ ہوں۔ آپ ﷺ سے کاہنوں کا حال دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے خبر دی کہ فرشتے جو ہوا میں اُتر کر اُن امور کا ذکر کرتے ہیں جن کا آسمان پر فیصلہ ہو چکتا ہے تو شیاطین اُس میں سے کچھ چوری کر لیتے ہیں اور کاہنوں کو بتا دیتے ہیں، وہ اس میں اور سو جھوٹی باتیں ملا دیا کرتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے: اے ایمان والو! کافروں کی طرح مت ہو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جب وہ سفر کرتے ہیں اور لڑتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو کاہے کو مرتے یا قتل کئے جاتے۔

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا عمل کسی کو جنت میں داخل نہ کرے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو رفیق ہے اور خدا طبیب ہے، بہر حال منع فرمانا بہت سی مصلحتوں پر موقوف ہے۔ واللہ اعلم۔

گلستانِ سعدیؒ

(پہلا باب: بادشاہوں کی عادت کے بیان میں)

(شیخ سعدیؒ)

حکایت ۱: میں نے ایک بادشاہ کے بارے میں سنا کہ اس نے ایک قیدی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ بیچارے نے اُس نا امیدی کی حالت میں اپنی زبان میں بادشاہ کو گالیاں دینا اور سخت و سست کہنا شروع کر دیا اس لئے کہ لوگوں نے کہا ہے جو کوئی جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے، جو کچھ دل میں آتا ہے، کہتا ہے۔

شعر

وقتِ ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

(ضرورت کے موقع پر جب بھاگنا ممکن نہ ہے تو ہاتھ تیز تلوار کی نوک پکڑ لیتا ہے۔)

شعر

اِذَا یَئِسَ الاِنسَانُ طَالَ لِسَانُہُ   کَسِنَّورِ مَغلُوبِ یَصُولُ عَلَی الکَلبِ

(انسان جب ناامید ہو جاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے جیسے دبی ہوئی بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔)

بادشاہ نے دریافت کیا کہ کیا کہتا ہے؟ ایک نیک خصلت وزیر بولا: اے بادشاہ! وہ کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ بہت اچھے ہیں جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ بادشاہ کو رحم آ گیا اور اس کو قتل کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ دوسرا وزیر جو اس وزیر کا مخالف تھا بولا: ہمارے ہم پیشہ لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے بادشاہوں کے دربار میں سچی بات کے سوا کچھ کہنا۔ اس نے تو

بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اور نا مناسب باتیں کہی ہیں۔بادشاہ اس بات کو سن کر ناراض ہوا اور بولا: وہ جھوٹ جو اس وزیر نے بولا مجھے اس سچ سے بہت پسند آیا جو تو نے کہا۔اس لئے کہ اس کا رخ نیکی کی طرف تھا اور اس سچ کی بنیاد خباثت پر اور عقلمندوں نے کہا ہے: مصلحت آمیز جھوٹ فتنہ برپا کر دینے والے سچ سے بہتر ہے۔

شعر

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید حیف باشد کہ جز نکو گوید

(جو شخص ایسا ہو کہ بادشاہ وہی کرتا ہو جو وہ کہہ دے تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ شخص نیکی کے سوا بات کہے۔)

فریدوں کے محل کے محراب پر لکھا ہوا تھا۔

مثنوی

جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس دل اندر جہاں آفریں بند و بس

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت

چو آہنگ رفتن کند جان پاک چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

(اے بھائی! دنیا کسی کے پاس نہیں ٹکتی،تو دنیا کے پیدا کرنے والے سے دل لگا اور بس۔دنیا کی حکومت پر سہارا اور بھروسہ نہ کر کیونکہ دنیا نے تجھ جیسے بہت سے پالے اور مار ڈالے۔ جب پاک جان (دنیا سے) روانگی کا ارادہ کرے تو زمین اور تخت پر مرنا برابر ہے۔)

حکایت ۲: خراسان کے ایک بادشاہ نے سلطان محمود سبکتگین کو خواب میں دیکھا کہ اس کا تمام بدن گل سڑ گیا اور خاک ہو گیا تھا لیکن اس کی آنکھیں اُسی طرح آنکھوں کے حلقوں میں گھوم رہی ہیں اور دیکھ رہی ہیں۔تمام عقلمند اس خواب کی تعبیر سے عاجز آ گئے مگر ایک درویش جس نے تعبیر دی اور کہا ابھی تک دیکھ رہا ہے کہ اُس کا ملک دوسروں کے پاس ہے۔

قطعہ

بس نامور بزیرِ زمیں دفن کردہ اند کز ہستیش بروئے زمیں یک نشاں نماند
آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک خاکش چناں بخورد کز و استخواں نماند
زندہ است نامِ فرخِ نوشیرواں بعدل گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند
خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(بہت سے نامور لوگوں کو زمین کے نیچے دفن کردیا ہے، جن کی ہستی کا روئے زمین پر ایک نشان بھی نہیں رہا۔ وہ بوڑھا مردہ جس کو زمین کے سپرد کیا، مٹی نے اس کو ایسا کھایا کہ اس کی ہڈی بھی نہ بچی۔ نوشیرواں کا مبارک نام انصاف کرنے کی وجہ سے زندہ ہے، اگرچہ بہت زمانہ گزر گیا کہ نوشیرواں نہ رہا۔ اے فلانے! کوئی نیکی کرلے اور عمر کو غنیمت سمجھ، اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں نہ رہا۔)

حکایت ۳: میں نے ایک شہزادہ کے بارے میں سنا کہ پستہ قد اور بدصورت تھا اور اس کے دوسرے بھائی لمبے اور خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ باپ حقارت اور ناپسندیدگی سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ شہزادہ ذہانت اور دانائی سے اس بات کو سمجھ گیا اور بولا: اے ابا جان: ٹھگنا عقلمند لمبے بیوقوف سے اچھا ہوتا ہے۔ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ جو چیز قد میں چھوٹی ہوتی ہے قیمت میں بہتر ہوتی ہے۔

فقرہ: بکری پاک ہے اور ہاتھی مردار۔

شعر

اَقَلُّ جِبَالِ الاَرضِ طُورٌ وَّاِنَّهٗ لَاَعظَمُ عِندَاللّٰهِ قَدرًا وَمَنزِلًا

(کوہِ طور زمین کے چھوٹے پہاڑوں میں ہے اور یقیناً وہ قدر و منزلت میں اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔)

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغر دانا گفت بارے بابلہ فربہ
اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچناں از طویلہ خربہ

(آپ نے وہ بات سنی جو ایک دبلے عقلمند نے ایک مرتبہ موٹے بیوقوف سے کہی۔ عربی گھوڑا اگرچہ کمزور ہو پھر بھی طویلے بھر گدھوں سے بہتر ہے۔)

باپ ہنس پڑا اور ارکان دولت نے یہ بات پسند کی اور بھائیوں کو دلی صدمہ ہوا۔

قطعہ

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

(جب تک آدمی نے بات نہ کہی ہو اُس کا عیب و ہنر چھپا رہتا ہے۔ ہر جھاڑی نہ سمجھ کہ وہ خالی ہے۔ شاید تیندوا سویا ہوا ہو!۔)

میں نے سنا کہ اُسی زمانہ میں بادشاہ کے ایک سخت دشمن نے سر اُٹھایا جب دونوں طرف کے لشکر آمنے سامنے ہوئے اور انہوں نے مٹھ بھیڑ کا ارادہ کیا سب سے پہلے جو میدان میں اُترا وہی شہزادہ تھا اور اس نے کہا:

قطعہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من آں منم کاندرمیان خاک وخوں بینی سرے
کانکہ جنگ آرد بخونِ خویش بازی میکند روزِ میداں وانکہ بگریزد بخونِ لشکرے

(میں وہ نہیں ہوں کہ لڑائی کے دن تو میری پشت دیکھے۔ میں وہ ہوں کہ خاک اور خون میں تو ایک سر دیکھے گا۔ کیونکہ لڑائی کے دن جو جنگ کرتا ہے وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے اور جو بھاگتا ہے وہ (اپنے) پورے لشکر کا خون کرتا ہے۔)

(اُس نے) یہ کہا اور دشمن کے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑا۔ چند تجربہ کار سپاہیوں کو قتل کیا۔ جب باپ کے سامنے آیا، زمین خدمت چومی اور کہا:

قطعہ

اے کہ شخصِ منت حقیر نمود تا درشتی ہنر نہ پنداری
اسپ لاغر میاں بہ کار آید روزِ میداں نہ گاوِ پرواری

(اے وہ کہ میرا جسم تجھے کمزور لگا۔ کہیں موٹاپے کو تو ہنر نہ سمجھے۔ پتلی کمر والا گھوڑا لڑائی کے دن کام آتا ہے نہ کہ پروار کا بیل۔)

بیان کرتے ہیں کہ دشمن کے سپاہی بہت تھے اور یہ تھوڑے۔ اور (ان میں سے) کچھ لوگوں نے بھاگنے کی ٹھانی۔ شہزادہ نے نعرہ مارا اور کہا: اے بہادرو! کوشش کرو۔ خبردار! ہرگز عورتوں کا جامہ نہ پہنو۔ اس کے کہنے سے سواروں کی بہادری بڑھ گئی اور ایک بارگی حملہ کر دیا۔ میں نے سنا کہ اُسی روز انہوں نے دشمنوں پر فتح پائی۔ باپ نے اس کے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا اور بغلگیر ہوا اور اس پر روز افزوں توجہ کی یہاں تک کہ اس کو ولی عہد مقرر کر دیا۔ اُس کے بھائیوں نے حسد کیا اور اُس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اُس کی بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا اور کھڑکی بجا دی۔ شہزادہ ذہانت سے سمجھ گیا۔ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگا کہ یہ تو ناممکن بات ہے کہ ہنر مند مرجائیں اور بے ہنر اُن کی جگہ سنبھال لیں۔

شعر

کس نیاید بزیر سایۂ بُوم ور ہُما از جہاں شود معدوم

(اُلّو کے سایہ میں کوئی آنا پسند نہ کرے اگرچہ ہُما دنیا سے ناپید ہو جائے۔)

لوگوں نے باپ کو یہ قصہ بتایا۔ اُس نے بھائیوں کو بلایا اور مناسب سزا دی، پھر ملک کے اطراف میں سے ہر ایک کے لئے اُس کی پسند کے مطابق ایک حصہ مقرر کر دیا، چنانچہ فتنہ ختم ہوا اور جھگڑا جاتا رہا کیونکہ دس فقیر ایک کمبلی میں سو جاتے ہیں اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماتے۔

قطعہ

نیم نانے گر خورد مردِ خدائے بذلِ درویشاں کند نیمے دگر

مُلکِ اقلیمے بگیرد پادشاہ ہمچناں در بند اقلیمے دگر

(مردِ خدا اگر آدھی روٹی کھاتا ہے تو دوسری آدھی فقیروں پر خرچ کر دیتا ہے۔ اگر بادشاہ ایک ولایت کی حکومت حاصل کر لیتا ہے تو اسی طرح دوسری ولایت کی فکر میں لگا رہتا ہے۔)

قابوس نامہ

فارسی: امیر کیکاؤس بن سکندر

(مترجم: سید رحمت اللہ شاہ)

باب سوم: نعمتوں پر خداوند کریم کے شکر کا بیان

اے بیٹے! خوب جان لے کہ تمام مخلوق پر خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس کی فرمانبرداری میں واجب ہے نہ کہ اس کے حق کی ادائیگی میں۔ اگر سب ہی اُس کی فرمانبرداری کرتے ہوئے شکر گزاری میں لگ جائیں تب بھی اُس کے شکر کے حق کا ہزاروں حصہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ خوب جان لے کہ دین اسلام میں اطاعت پانچ باتوں میں پوری طرح سر تسلیم خم کرنے پر منحصر ہے: ان میں سے دو باتیں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو مالدار ہیں اور تین باتیں عوام الناس کے لئے ہیں۔ ان تین میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا زبان سے اقرار کیا جائے اور دل سے اس کی تصدیق کی جائے، دوسری یہ کہ پانچ وقت روزانہ نماز ادا کی جائے، اور تیسری یہ کہ سال میں تیس دن کے روزے رکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق کا ثبوت قطع ما سویٰ اللہ ہے، خدا کی بندگی کے زبانی دعوے کی سچائی کا ثبوت نماز ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیما کی تصدیق کا ثبوت روزہ ہے۔ جب تو کہتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں تو تجھ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دے۔ جب تو کہتا ہے کہ وہ تیرا خدا ہے تو تجھ پر لازم ہو جاتا ہے کہ تو خدا کے ہر حکم کے تابع ہو جائے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا ملازم ہمیشہ تیری اطاعت کرے تو تو اپنے آقا کی نافرمانی سے اجتناب کر۔ اگر تو نافرمانی کرتا ہے تو اپنے ملازم سے کسی چیز کی توقع نہ رکھ۔ یہ اس لئے ہے کہ تو نے جس قدر بھی بھلائی اپنے ملازم سے کی ہو یہ اس احسان سے ہرگز زیادہ نہیں ہے

جو تجھ پر خدا نے کیا ہے۔تو ہرگز نافرمان بندہ نہ بن کیونکہ نافرمان بندہ خدائی کا طلب گار ہوگا اور جلد فنا ہو جائے گا:

سزد گر بری بندہ ای را گلو

کہ آید خداوندیش آرزو

(کسی بھی ایسے بندے کا گلہ کاٹنا اچھا ہے، جو اپنے آقا کی جگہ لینے کے لئے ترستا ہے۔)

آگاہ رہ کہ نماز اور روزہ خدا کے لئے خاص ہیں، ان میں کوتاہی ہرگز نہ کر۔ اگر تو ان میں کوتاہی کرے گا جو خدا کے لئے خاص ہیں تو وہ بھی ہرگز نہ کر پائے گا جو عام سارے جہان کے لئے تجھ پر لازم ہے۔ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری شریعت میں نماز کو سارے دین کے برابر قرار دیا ہے۔ جس کی نماز چھوٹ گئی یہ ایسا ہی ہے جیسے اس کا سارا دین چھوٹ گیا۔ اس دنیا میں ایسے آدمی کو ایک فاسق آدمی کی موت اور بدنامی کی سزا ملے گی اور اُس جہاں میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا دی جائے گی۔

اے بیٹے! خبردار رہو جا اور اسے تو خواہ دین کے لحاظ سے دیکھے یا حکمت کی رو سے، اس بیہودہ بات کو دل میں ہرگز جگہ نہ دے اور یہ مت کہہ کہ نماز میں کوتاہی جائز ہے۔ تو جان لے کہ نماز سے بیشتر فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ جو شخص پانچ وقت کی نماز پڑھے اس کے کپڑے اور جسم پاک رہتے ہیں، ہر حال میں پاک ہونا ناپاک ہونے سے بہتر ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ غرور و تکبر سے پاک ہو جاتا ہے کیونکہ نماز کی بنیاد عاجزی پر رکھی گئی ہے۔ جب تو اپنے مزاج کو عاجزی کا عادی بنائے گا تو تیرا جسم بھی تیرے مزاج کی اتباع میں عمل کرے گا۔ یہ عوام الناس کے لئے عام فہم بات ہے کہ جو بھی کسی خاص گروہ کا حصہ بننا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس گروہ کی صحبت اختیار کرے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اسے خوش نصیبی اور حکومت مل جائے تو اسے چاہئے کہ حکومت کے

خدا کی اطاعت میں لگ جائے، اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ بد بخت ہو تو اسے بدبختوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ تمام دانشمندوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ دین اسلام سے مضبوط کوئی حکومت نہیں ہے اور اسلام کے حکم سے متوازن کوئی حکم نہیں ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے کہ حکومت اور نعمت ہمیشہ تجھے میسر رہے تو تجھے چاہیئے کہ خدا کے تابع فرمان بندوں کی صحبت تلاش کر، ان کا تابع فرمان بن جا اور ان کی بات کے خلاف عمل نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ بدبختی اور کمزوری تجھ پر غلبہ پا لے۔ اے میرے بیٹے! نماز میں بے حیائی یا فضول سلوک سے بچ۔ ایسا نہ ہو کہ تو نماز میں رکوع وسجود کو صحیح طرح ادا نہ کرے یا ظاہری طور پر کر کے ان کا مذاق اڑائے۔ ایسے اعمال دین و دنیا میں صالح لوگوں کا معمول نہیں رہے ہیں۔

اے بیٹے! خوب جان لے کہ روزہ ایک ایسی اطاعت ہے جو سال میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کرنا باعث شرم ہے۔ عقلمندوں کے نزدیک ایسی روش ہرگز قابل قبول نہیں۔ تجھے اس گناہ سے بچنا چاہیئے۔ چونکہ اس مہینے کے روزے کسی تعصب کے بغیر ہیں اس لئے اپنے روزے اور افطار میں تعصب کا مظاہرہ نہ کر۔ جب تو جان لے کہ پانچ باشعور اور معقول آدمیوں نے روزہ رکھ لیا ہے تو تو بھی ان کے ساتھ روزہ رکھ لے اور ان کے ساتھ ہی افطار کر۔ جاہل لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دے۔

اے بیٹے! خبردار ہو جا کہ اللہ تعالیٰ کو تیرے پیٹ بھر کر کھانے یا بھوکا رہنے کی حاجت نہیں ہے۔ خدا کی طرف سے روزے کا مقصد تجھے اپنے آپ سے اور تیری ملکیت سے روک دینا ہے۔ یہ پابندی تیرے کسی خاص حصے کے لئے نہیں ہے بلکہ پورے جسم کے لئے ہے یعنی ہاتھ، پاؤں، آنکھ، منہ، کان، پیٹ اور جنسی اعضاء۔ ان سب کو ممنوع و باز رکھنا ہے۔ جب تک تو اس حالت میں ہے، تو نے ان اعضاء کو بے حیائی، ناشائستہ اور غیر مناسب باتوں سے روکے رکھنا ہے تاکہ تو اس پابندی کا انعام پائے۔ یہ جان لے کہ اس روزہ میں سب سے افضل یہ ہے کہ تو دن رات میں جو روٹی خود کھاتا ہے وہ ضرورت مندوں کو دے دے تاکہ تجھے اس تکلیف کا اور ان

ضرورت مندوں کو اس خوشی کا فائدہ پہنچے۔

اے بیٹے! خبردار رہ۔ تجھ سے ان تینوں باتوں میں کوئی غلطی سرزد نہ ہو جو عوام الناس کے لئے ہیں۔ ان تینوں باتوں میں کمی یا کوتاہی پر کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ بقیہ جو دو باتیں ہیں یہ دولت مندوں کے لئے لازم ہیں ان میں اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس پر عذر قابل قبول ہے۔ اس بارے میں مزید کہنے کو بہت کچھ ہے مگر جتنا بیان ہوا ہے اتنا ناگزیر تھا۔

باب چہارم: دولت کی فراوانی سے اطاعت میں اضافے کا بیان

اے بیٹے! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرائض خاص طور پر مال و دولت اور وسعت والے لوگوں پر لازم قرار دیئے ہیں۔ وہ حج اور زکوٰۃ ہیں۔ اس نے حکم دیا ہے کہ جو بھی اس کی استطاعت رکھتا ہے وہ اس کے گھر کی زیارت کرے، یہ حکم اُن کے لئے نہیں ہے جو اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ دنیاوی معاملات میں بھی شاہی درباروں کی رسم ادا کرنے کے اہل لوگ دولت مند ہوتے ہیں؟ حج کا دارومدار سفر پر ہے، اس کا حکم اُن پر لازم ہونے میں، جو اس کی استطاعت نہیں رکھتے، کوئی حکمت نہیں ہے، اور بغیر اسباب کے سفر کرنا خطرناک اور نادانی ہے۔ اگر تو سفر کے اسباب رکھتے ہوئے سفر نہیں کرتا تو پھر تو دنیاوی دولت کی خوشی اور لذت کو پوری طرح نہیں پا سکتا۔ نعمت کی لذت اس میں ہے کہ تو وہ چیز دیکھے جو تو نے نہ دیکھی ہو تو وہ چیز کھائے جسے تو نے پہلے نہ چکھا ہو، تجھے وہ تجربہ ہو جس تجربے سے تو پہلے نہ گزرا ہو۔ ایک مسافر جہاں دیدہ، آزمودہ کار اور دانشمند ہو جاتا ہے کیونکہ جو دوسروں نے نہیں دیکھا وہ اس نے دیکھا ہوتا ہے، جو دوسرے نے نہیں سنا وہ اس نے سنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ عرب کہتے ہیں: لیس الخبر کالمعاینہ۔ یعنی جس نے دیکھا ہو وہ اس کے برابر نہیں ہے جس نے سنا ہو۔ نظم:

جہان دیدگان را بنادیدگان

نکرد ند یکساں پسند یدگان

(دنیا پسندیدگی میں دیکھنے والے کو نہ دیکھنے والے کے برابر شمار نہیں کرتی۔)

چنانچہ پروردگار نے اصحابِ ثروت پر سفر کا حکم لازم فرمایا تا کہ وہ اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں، وہ اس کی نعمتوں کی سزا آوری میں اس کا حکم بجا لائیں اور اُس کے گھر کی زیارت کریں۔ اس نے یہ حکم غریبوں، اسباب سے عاری اور مجبور لوگوں کے لئے نہیں فرمایا۔ جیسا کہ میں دو اشعار عرض پیش کرتا ہوں،

رباعی:

گر یار مرا نخواند و با خود نشاند وز درویشی مرا چنین خوار بماند

معذور ست او کہ خالق ہر دو جہان درویشاں را بخانۂ خویش نخواند

(وہ دوست جو مجھے خود اپنے پاس نہیں رکھتا اور مجھے میرے دکھوں میں ہی رہنے دیتا ہے، اس کے لئے یہ جائز ہے کیونکہ وہ دونوں جہانوں کا خالق ہے۔ وہ غریبوں کو اپنے گھر کے باہر ہی تڑپتا چھوڑ دیتا ہے۔)

حج کرنے والا اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔ غریب جو امیروں والے کام کرتا ہے وہ اس بیمار کی طرح ہے جو صحت مندوں والے کام کرتا ہے۔ اس کی کہانی ان دو حاجیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک امیر اور ایک غریب تھا۔

حکایت: ایک دفعہ بخارا کا رئیس حج کرنے جا رہا تھا۔ وہ بہت دولت مند آدمی تھا۔ اُس کے قافلہ میں اُس سے زیادہ دولت مند اور کوئی نہ تھا۔ اُس کے ساز و سامان سے لدے ہوئے سو سے زیادہ اونٹ تھے اور وہ خود ایک اونٹ پر پوری شان و شوکت سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ قافلہ میں امیر غریب سب ملے جلے لوگ تھے۔ جب عرفات کے قریب پہنچے تو ایک درویش آیا جس کے پاؤں ننگے، پیاسا اور بھوکا، پاؤں سوزش سے بھرے ہوئے تھے۔ اس نے رئیس کو اس کے

ساز وسامان اور شان وشوکت کے ساتھ دیکھا اور کہا: کیا مکافاتِ عمل کے وقت میری اور تمہاری جزا ایک جیسی ہی ہوگی؟ کیونکہ تم اس شان وشوکت سے آئے ہو اور میں اتنی تکلیف اٹھا کے آیا ہوں۔ بخارا کے رئیس نے کہا: خدا نہ کرے کہ میری اور تمہاری جزا ایک جیسی ہو۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری اور تمہاری جزا ایک جیسی ہوگی تو میں اس کے لئے اتنی تکلیف ہرگز نہ کرتا۔ درویش نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: میں نے یہاں آ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی ہے اور تم یہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی میں آئے ہو۔ مجھے یہاں بلایا گیا ہے اور میں یہاں مہمان ہوں جبکہ تم یہاں ایک طفیلی بن کر آئے ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک مہمان کی عزت اتنی ہی ہو جتنی کہ ایک طفیلی کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ استطاعت کو یہاں بلایا ہے جبکہ غریبوں سے فرمایا ہے: وَلاَ تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ. (اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۵) تم خدا کے حکم کے بغیر مفلسی و بے چارگی میں یہاں آئے ہو اور تم نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے سے برابری کیسے کر سکتے ہو؟ جس کو حج کی استطاعت عطا ہوئی، اس نے خدا کے حکم کی تعمیل اور اسکی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گزاری میں حج کیا۔

پس اے بیٹے! جب تمہیں وہ چیزیں میسر ہوں جو حج کے لوازمات ہیں تو اس فرض کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ حج کے لوازمات پانچ ہیں: مالی استطاعت، وقت فرصت، صحت تندرستی، عاقل بالغ، امن وامان۔ جب ان میں سے کچھ تجھے میسر ہوں تو بقیہ کے لئے کوشش کر۔ یہ جان لے کہ جب تجھے حج کی استطاعت میسر ہے اور تو حج کی ادائیگی کا فریضہ اگلے سال تک منسوخ کر دیتا ہے تو تجھ پر سے امامت کی ذمہ داری کو معطل کر دیا جاتا ہے۔

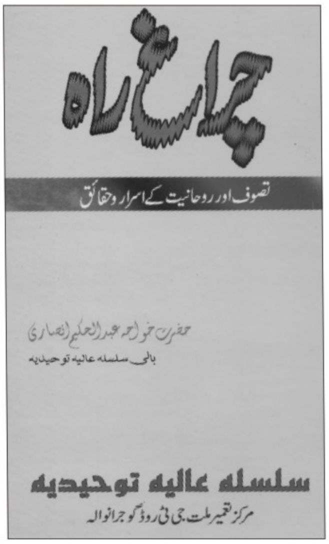
زکوٰۃ اطاعت کا مال ہے۔ جو اس کی قدرت نہیں رکھتا اس کے نہ دینے میں کوئی عذر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینے والے کو اپنے مقربین میں فرمایا ہے۔ اپنے مال سے زکوٰۃ دینے والے کی مثال قوم میں اس بادشاہ کی سی ہے جو کہ رعایا کو روزی دیتا ہے اور باقی اس سے استفادہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کیا ہے کہ انسانوں کے گروہ میں سے ایک غریب ہو اور

دوسرا مالدار۔ وہ چاہتا تو سب کو امیر کر دیتا کیونکہ وہ اس کی قدرت رکھتا ہے لیکن اس نے انسانوں کو دوگروہوں میں تقسیم کر دیا تاکہ بندوں کا مقام ومرتبہ واضح ہو جائے کہ ان میں سے کون فضیلت کے معیار پر آتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ لوگوں کو خیرات دینے کے لئے کسی ایک کو یہ خدمت تفویض کرتا ہے۔ اگر خدمت پر مامور یہ ملازم خیرات خود کھا جاتا ہے، اسے صحیح طرح تقسیم نہیں کرتا تو یہ بادشاہ کے قہر سے محفوظ نہ رہے گا۔

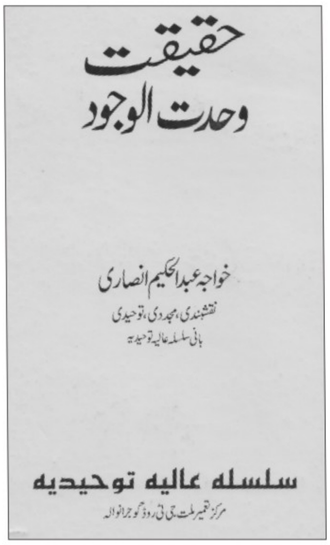
زکوۃ سال میں ایک بار دی جاتی ہے اور یہ تجھ پر فرض ہے۔ اگرچہ صدقہ فرض نہیں ہے لیکن یہ نیکی وخوبی ہے جو طاقت دیتا ہے۔ اس میں کوتاہی نہ کر کیونکہ صدقہ دینے والا اللہ کی امان میں آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امان میں آجانا غنیمت ہے جسے حاصل کرنا چاہئے۔

اے میرے بیٹے! زکوۃ اور حج کے بارے میں اپنے دل میں کوئی شک پیدا نہ کر، انہیں غیر ضروری کام نہ سمجھ۔ یہ مت کہہ کہ طواف کیوں کریں؟ احرام کیوں باندھیں؟ ناخن کیوں نہ تراشیں؟ بال کیوں نہ کٹوائیں؟ ہر بیس دینار میں سے آدھا دینار کیوں دیں؟ زکوۃ کیا ہے؟ بھیڑوں اور اونٹوں پر زکوۃ کیوں دیں؟ بھیڑوں کی قربانی کیوں کریں؟ ان سب حکمتوں کے لئے دل کو ہمیشہ پاک رکھ۔ ان میں شک وشبہ نہ کر۔ یہ گمان ہرگز نہ کر کہ جسے تو نہیں جانتا، اس میں کوئی خیر وحکمت نہیں ہے، خیر وحکمت اسی میں ہے جسے تو سمجھ سکتا ہے۔ تو بس اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری میں مشغول ہو جا۔ تیرا ان باتوں میں چوں چرا کرنے سے کوئی کام نہیں ہے۔ بس تو اس بات سے واسطہ رکھ کہ تو نے حکم کی تعمیل کی ہے۔ تو یہ باتیں مان لے اور جان لے کہ یہ ماں باپ کا حق ہے اور ماں باپ کی فرمانبرداری خدائے عزوجل کا حکم ہے۔

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

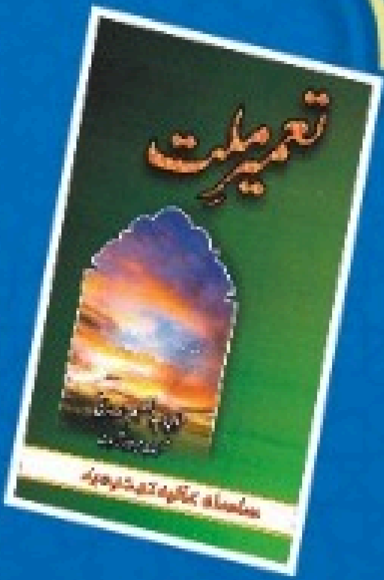


کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ زوال اُمت میں اُمراء ،علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔

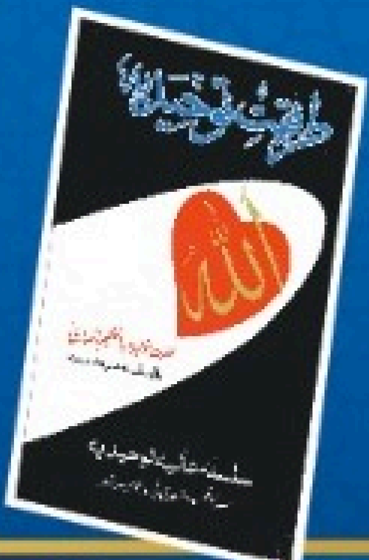


وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنّفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کردیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہوجانے والی غلط فہمیاں۔

سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات



قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال
وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی
طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح
پیدا ہوتا ہے؟ عالمِ روحانی کی تشریح، جنت ودوزخ کا محلِ وقوع اور ان
کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں
آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق وآداب
کے اسرار ورموز اور نفسیاتی اثرات، امتِ مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے
ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور
عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو
لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی
چاہیے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی
مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کردیا ہے۔
اس میں وہ تمام اوراد واذکار اور اعمال واشغال تفصیل کے ساتھ تحریر
کر دیئے ہیں جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت،
حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کرسکتا ہے۔

Reg: CPL - 01
Website www.tauheediyah.com